مظہر کلیم ایم اے



باگوپ + ڈیتھ مشن

مظہر کلیم ، ایم اے

باگوپ

عمران نے ٹائی کی ناٹ درست کی اور پھر وہ ہوٹل فائیو سٹار کے مین گیٹ میں داخل ہو گیا۔اس نے بڑے سلیقے کا لباس پہنا ہوا تھا۔اور چہرے پر بھی گہری سنجیدگی طاری تھی۔ کشمش رنگ کے قیمتی کپڑے کے سوٹ میں جسکی تراش خراش ماہرانہ ہاتھوں نے کی تھی، عمران انتہائی دیدہ زیب اور چارمنگ لگ رہا تھا۔اس لیے جیسے ہی وہ ہال میں داخل ہوا ہال میں موجود خواتین کی نظریں اس پر جم کر رہ گئیں،ان سب کی آنکھوں میں انتہائی پسندیدگی کے آثار نمایاں تھے مگر عمران ان سب سے بے نیاز بڑے باوقار انداز میں چلتا ہوا سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"فرمایئے سر۔۔۔۔۔۔۔میں آپکی کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔ کاؤنٹر مین نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"میرے سر پر تیل کی مالش کردو۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"جی کیا کہا آپ نے۔۔۔۔۔۔؟" کاؤنٹر مین کی آنکھیں حیرت سے چوڑی ہوتی چلی گئیں،اسے عمران سے اس قسم کے جواب کی توقع شائد خواب میں بھی نہیں تھی۔

"آپ نے خدمت کے لیے پوچھا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔تو بس یہی خدمت فی الحال کافی ہے کہ یا آپ میرے سر پر تیل کی مالش کر دیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یا اپ اپنے سر پر جوتوں کی بارش کرالیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کچھ نہ کچھ کریں ضرور۔۔۔کیونکہ جو کرے گا وہ بھرے گا۔۔۔۔۔اب آپ کی مرضی، چاہے جرمانہ بھریں یا دودھ کا سیمپل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چل پڑی۔البتہ چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

کاؤنٹر مین جو اس ہوٹل میں نیا تھا یوں آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے اس نے دنیا کا نواں عجوبہ دیکھ لیا ہو۔عمران کی باتوں کا آخر کار اس نے یہی مطلب لیا کہ عمران کارپوریشن کی طرف سے دودھ کے سیمپل بھرنے پر ملازم ہے مگر عمران نے جس قسم کا سوٹ پہن رکھا تھا اس سے تو ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ہوٹل کو کھڑے خرید سکتا ہے۔ اس لیے اس بے چارے کا دماغ جواب دے گیا تھا۔

"آ۔۔۔۔۔۔۔آپ دودھ کا سیمپل بھریں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟" آخر اس نے اٹکتے کہہ ہی دیا۔

"جی نہیں بلکہ میں دودھ کا ایک گھونٹ بھروں گا۔ اگر آپ کے پاس خالص دودھ ہے تو۔۔۔۔ مگر آجکل خالص بھینس نہیں ملتی تو خالص دودھ کہاں سے ملے گا۔۔۔۔۔۔۔۔" عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"خالص بھینس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" کاؤنٹر مین نے حیرت سے کہا۔ ویسے اسے اب یقین ہو گیا تھا کہ عمران کے دماغ میں خلل ہے۔

"جی ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایسی بھینس جو بھینس کی خالص نسل ہو۔۔۔۔۔۔ جب سے سائنس نے مصری نسل کشی کا سلسلہ شروع کیا ہے خالص بھینس ملنی محال ہو گئی ہے۔۔۔۔" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کاؤنٹر مین کوئی جواب دیتا۔ اچانک اسکے پیچھے مینجر کے کمرے کا دروازہ کھلا اور ہوٹل کا مینجر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا آیا، اسکے چہرے پر شدید بوکھلاہٹ تھی۔ اسے شائد کسی بیرے نے عمران کی آمد کی اطلاع دی تھی۔

"عمران صاحب آپ۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ یہاں کیوں کھڑے ہو گئے، میرے دفتر میں تشریف لائیں۔" اس نے زبردستی عمران سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"اگر آپکو میرے یہاں کھڑے ہونے پر اعتراض ہے تو میں یہاں بیٹھ جاتا ہوں۔ باقی رہی تشریف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو وہ میں آج گھر بھول آیا ہوں۔" عمران نے جواب دیا۔

"آیئے آیئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرے ساتھ آیئے۔۔۔۔۔۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ نے ہمارے ہوٹل کو رونق بخشی ہے۔" مینجر نے اسکا فقرہ نظر انداز کرتے ہوئے اسے اپنے کیبن کی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ اسے خطرہ تھا کہ عمران وہیں کہیں فرش پر ہی نہ بیٹھ جائے۔ وہ عمران کی عادت اچھی طرح جانتا تھا۔ اس لیے اسکی ہر ممکن کوشش یہی تھی کہ کسی طرح عمران کو اپنے کمرے میں لے جائے، تا کہ پورا ہال اسکا تماشہ نہ دیکھے۔

"اچھا۔۔۔۔۔۔ اگر میں ڈیکوریشن پیس ہوں تو ٹھیک ہے۔ آپکی مرضی۔ ہال کو مجھ سے رونق بخشوالیں یا اپنے دفتر کو۔۔۔۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔" عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا اور پھر خاموشی سے چلتا ہوا اس کے دفتر میں داخل ہو گیا۔

کاؤنٹر مین ابھی تک حیرت کے عالم میں اسے دیکھ رہا تھا۔ اسکے دفتر میں جانے کے بعد اس نے قریب موجود بیرے کو بلایا اور اس سے عمران کے متعلق پوچھنے لگا۔ بیرے نے سرگوشی میں جب عمران کے بارے میں بتایا تو اسکی آنکھیں مزید پھیلتی چلی گئیں۔

ادھر مینجر نے عمران کو کرسی پر بٹھایا اور پھر ویٹر کو بلا کر کافی لانے کے لیے کہا۔

"آج آپ ادھر کا راستہ کیسے بھول گئے۔۔۔۔۔۔؟" مینجر نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا اس کے لہجے میں ابھی تک بوکھلاہٹ موجود تھی۔ کیونکہ اسے عمران کے متعلق اچھی طرح معلوم تھا کہ عمران جہاں پہنچ جائے وہاں ہنگامے بھی اسکے ساتھ ہی پہنچ جاتے ہیں۔

"تو کیا آپ کا ہوٹل تلاش گمشدگان کا دفتر ہے کہ جو بھول جائے وہ سیدھا یہاں پہنچ جاتا ہے۔۔۔۔ مگر میں یہاں بھول کر نہیں آیا۔۔ میں یہاں اپنی

مرضی سے آیا ہوں۔۔۔۔ دراصل آجکل مفلسی کا دور دورہ ہے۔ سپرنٹنڈنٹ سے پہلے ہر ماہ وظیفہ مل جایا کرتا تھا۔ گزشتہ دو ماہ سے اس نے بھی وظیفہ بند کر دیا ہے۔ چنانچہ اب تک تو گھر کا اثاثہ بیچ کر گزارہ ہوتا رہا مگر اب وہ بھی ختم ہو گیا ہے۔ تو میرے باورچی عالیجاہ سلیمان نے مجھے حکم دیا کہ میں اب کسی اور گھر کا راستہ ڈھونڈوں، وہ مجھے مفت میں کھلا پلا نہیں سکتا۔ میں نے اس سے درخواست کی کہ میرے تو کپڑے بھی بک چکے ہیں اور اگر میں نے ننگا ہو کر کسی کے گھر کا راستہ ڈھونڈا تو لوگ تو میری کھال بھی اتار لیں گے۔ اسطرح میں بالکل ہی ننگا ہو جاؤنگا۔ چنانچہ اس نے ازارہ کرم اپنا سوٹ مجھے عنایت کر دیا اور اب میں اسکا سوٹ پہنے یہاں آیا ہوں تا کہ آپ سے کسی ایسے گھر کا راستہ پوچھ سکوں جو مجھے مفت کھلا پلا سکے۔۔۔"

عمران کی زبان جب ایک دفعہ چل پڑے تو پھر بھلا اتنی آسانی سے کیسے رکتی تھی۔

ادھر مینجر بیٹھا خاموشی سے کافی بناتا رہا جو اس دوران ویٹر آ کر رکھ گیا تھا۔

"یہ کافی لیجیے۔۔" مینجر نے بڑی سنجیدگی کافی کی پیالی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مگر اسکا بل ادا کرنے کے میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔۔ ہاں اگر آپ کہیں تو بیرے کو ٹپ دے دوں گا۔ اتنا چینج تو بہر حال سوٹ کی جیبوں میں تلاش کرنے سے مل جائے گا۔۔۔ آخر عالیجاہ سلیمان پاشا باورچی اعظم کا سوٹ ہے، کسی ایرے غیرے نتھو خیرے کا سوٹ نہیں ہے۔" عمران نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"آخر آپ مجھے کیوں شرمندہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔۔۔ میں آپکو اچھی طرح جانتا ہوں عمران صاحب۔۔۔ اس لیے خدا کے لیے میرے ساتھ ایسی باتیں نہ کیجیے۔" مینجر نے بڑی بے بسی سے کہا۔

"آپ نے تلے ہوئے کا لفظ غلط استعمال کیا ہے، میں نے ابھی تک اپنا وزن نہیں کرایا۔ باقی رہی آپکی شرمندہ ہونے والی بات۔۔۔۔ تو شرمندگی اللہ تعالی کو بے حد پسند ہے۔ گناہوں پہ شرمندہ ہونا اسکے نظر میں سب سے اچھی بات ہے۔ اسلیے آپ بڑے اطمینان سے شرمندہ ہوتے رہیں۔۔۔۔ بلکہ بہتر یہی ہے کہ کسی چوک پر جا کر شرمندہ ہوں تا کہ لوگ بھی آپ کے ساتھ جا کر شرمندہ ہو سکیں۔۔" عمران نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

اب ظاہر ہے مینجر کیا جواب دیتا، خاموش ہو رہا۔ عمران سے باتوں میں جیتنا اسکے بس کا روگ نہیں تھا۔ اسکے خاموش ہونے پر عمران نے بڑی سنجیدگی سے کافی کی پیالی ختم کی اور پھر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہنے لگا۔

"اگر آپ شرمندہ ہو چکے تو پھر براہ کرم مجھے اپنے ہوٹل کے خفیہ جوئے خانے تک پہنچا دیجیے، میں آج تاش کھیل کر اپنی قسمت آزمانا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے تاش کے پتے ساتھ دے جائیں اور میں واپس عالی جاہ سلیمان پاشا باورچی اعظم کی خدمت میں حاضری دینے کے قابل ہو جاؤں۔"

اور عمران کی بات سن کر مینجر کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔

"خ۔۔ خفیہ جوا خانہ۔۔۔" اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہی جواخانہ جو آپکے ہوٹل کے تہہ خانے میں ہے۔اور جہاں عرب ریاستوں کے شہزادے اور دیگر غیر ملکی مہمان اپنے باورچیوں کی خدمت میں حاضری دینے کے لیے تاش کے پتوں سے اپنی قسمت آزماتے ہیں۔۔" عمران نے لاپرواہ لہجے میں کہا۔

"مم۔۔۔۔۔۔ مگر عمران صاحب۔۔"مینجر سے کوئی بات نہ بن سکی۔اب نہ ہی وہ جوئے کے وجود سے انکار کر سکتا تھا اور نہ اقرار۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انکار کرنے پر عمران خود اسکا ہاتھ پکڑ کر وہاں تک پہنچادے گا اور اقرار کرنے پر نہ جانے کیا ہو۔۔۔۔۔۔ اگر جوئے خانے کی بھنک بھی سپر نٹنڈنٹ فیاض کے کانوں تک پہنچ گئی تو ہوٹل ہی بند کرنا پڑے گا۔

"اگر مگر چھوڑیے۔۔۔۔۔۔۔۔بس مجھے قسمت آزمانے دیجیے۔۔۔۔۔آپکا کیا جاتا ہے،میرا بھلا ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔"عمران نے اس بار منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے آپ کی مرضی۔۔۔۔۔ظاہر ہے میں آپکو روک تو نہیں سکتا۔۔۔البتہ ایک درخواست ہے کہ آج وہاں کچھ غیر ملکی مہمان آئے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ براہ کرم آپ سنجیدہ رہیں۔۔۔"مینجر نے بے بسی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"تو کیا میں آپکو اسوقت کسی سرکس کا مسخرہ نظر آرہا ہوں؟" عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

ارے نہیں جناب۔۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔میرا مطلب یہ نہیں تھا۔بس اب میں کیا کہوں۔۔۔میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔۔ جو ہماری قسمت میں ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔۔" مینجر کا لہجہ رودینے والا تھا۔

"مگر میں تو اپنی قسمت آزمانے جارہا ہوں،آپ کی قسمت کا اس میں کیا دخل۔۔۔۔۔۔آپ خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں۔" عمران نے اسے سمجھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپکو جتنی رقم چاہیے آپ مجھ سے لے لیں۔مجھے آپکی خدمت کر کے خوشی ہو گی۔" مینجر نے حتی الوسع عمران کو جوئے خانے میں جانے سے روکنا چاہتا تھا۔کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران نے وہاں اپنی عادت سے باز نہیں آنا ہے اور غیر ملکی اسے جانتے نہیں اس لیے کوئی نہ کوئی ہنگامہ ضرور ہو جانا ہے۔

"آپ کتنی رقم دے سکتے ہیں؟" عمران نے خلاف توقع انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

جتنی آپ کو ضرورت ہو۔" مینجر عمران کو راضی ہوتا دیکھ خوش ہو گیا۔

"مجھے اسی وقت دس ہزار روپے چاہیں۔"عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔۔میں آپکو دے دیتا ہوں۔" مینجر نے کہا اور پھر اس نے دیوار میں نصب سیف کا دراز کھولا اور نوٹوں کی دس گڈیاں نکال کر عمران کے حوالے کر دیں۔

"اب میرے ساتھ آؤ۔۔" عمران نے نوٹوں کی گڈیاں اٹھائیں اور دروازے کی طرف چل دیا مینجر کچھ نہ سمجھتے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑا عمران ہال سے گزر کر باہر آیا اور پھر مینجر کو لیے کمپاؤنڈ کی طرف چل پڑا۔

کمپاؤنڈ کے باہر ایک بوڑھی عورت ایک بچے کے ہمراہ خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔شکل صورت سے وہ کسی شریف خاندان کی لگ رہی تھی۔اسلیے اسکا ہاتھ کسی کے آگے نہیں اٹھ رہا تھا۔۔بس خاموش بیٹھی ایک ایک کو دیکھ رہی تھی۔کسی نے اگر چند پیسے اسکے سامنے پھینک دیے تو ٹھیک ورنہ وہ خاموش بیٹھی رہتی۔

عمران اسکے قریب جاکر رک گیا۔

"بڑی اماں آپکو یہاں نہیں بیٹھنا چاہیے۔ اگر آج آپکا بیٹا زندہ ہوتا تو اسے کتنا دکھ ہوتا۔" عمران نے بڑھیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

بڑھیا نے چونک کر اسکی طرف دیکھا اور پھر کسی خیال سے بے اختیار رونے لگی۔

"آپ مت روئیں بڑی اماں۔۔۔۔میں آج ہی غیر ملکی دورے سے واپس آیا ہوں اور میں نے ابھی آپ کو یہاں بیٹھے ہوئے دیکھا ہے آپکا بیٹا میرا بڑا اچھا دوست تھا۔ مجھے اسکی موت کی اطلاع بھی غیر ملک میں ملی تھی۔ اگر میں یہاں ہوتا تو آپکو گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا۔۔۔۔۔۔۔ یہ لیجیے معمولی سی رقم ہے، اسے رکھ لیجیے۔ یہ آپکے بیٹے نے کسی زمانے میں مجھے قرض دی تھی۔وہ قرض میں آپکو واپس کر رہا ہوں۔۔۔۔" عمران نے نوٹوں کی دسوں گڈیاں اسکی جھولی میں پھینکتے ہوئے کہا۔

بڑھیا نوٹوں کی گڈیاں دیکھ کر بے ہوش ہوتے بچی۔ اسکے دماغ پر اندھیرا چھانے لگا۔

عمران نے قریب سے گزرتی ہوئی ٹیکسی کو ہاتھ دے کر روکا۔

"شاکر تم۔۔۔" ٹیکسی رکتے ہی عمران نے ڈرائیور کو مخاطب ہو کر کہا۔

"جی عمران صاحب۔۔۔۔ یہ آپ ہی کی مہربانی ہے جو آج میں اپنی ذاتی ٹیکسی کا مالک ہوں۔۔ اگر آپ مجھے اس راہ پر نہ لگاتے تو یقیناً میں آج جیل میں ہوتا۔" ٹیکسی ڈرائیور نے دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔اسکا لہجہ انتہائی احسان مندانہ تھا۔

"ارے میرا کیا۔۔ میں نے تو تمہیں نصیحت کی تھی۔باقی تو تمہاری اپنی محنت ہے،اچھا خیر۔۔۔ بڑی اماں کو ان کے گھر پہنچاؤ، ان کے پاس رقم ہے خیال رکھنا۔ ان کو ان کے گھر میں داخل کر کے واپس جانا۔"عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں عمران صاحب۔" ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔اور پھر اس نے بچے کو اٹھا کر ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بٹھا دیا۔

"آیئے اماں جی۔"شاکر نے بڑھیا سے مخاطب ہو کر کہا،جو نوٹوں کی گڈیاں ہاتھوں میں پکڑے پاگلوں کی طرح عمران کو دیکھ رہی تھی۔

"مگر بیٹے۔۔۔۔۔۔" اس نے عمران سے مخاطب ہو کر کچھ کہنا چاہا۔

"کوئی بات نہیں بڑی اماں۔۔۔ یہ ختم ہو جائیں تو اور پہنچا دونگا۔ آپ جایئے۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا اور پھر مینجر کا ہاتھ پکڑ کر واپس ہوٹل کی طرف مڑ گیا۔ مینجر یوں چل رہا تھا جیسے عالم بے ہوشی میں ہو۔

"میرے خیال میں آپکے غیر ملکی مہمان جوئے کی میز پر پہنچ گئے ہوں گے۔۔۔۔۔ جلدی چلیے، ایسا نہ ہو کہ ہم لیٹ ہو جائیں اور میں قسمت آزمائی سے محروم رہ جاؤں۔۔۔ مجھے تو خرچے کی فکر ہے۔ اگر آج میں خرچہ لے کر گھر نہ گیا تو اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دینا ہے۔" عمران نے کہا۔

اور مینجر بھلا کیا کہتا۔ خاموش ہو رہا۔۔۔ اسکے پاس کہنے کے لیے رہ ہی کیا گیا تھا۔ اسلیے وہ خاموشی سے اسے لیے تہہ خانوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہوٹل فائیو سٹار کی دسویں منزل کے ایک کمرے میں ایک لمبا تڑنگا مگر سڈول اور ٹھوس جسم کا مالک ایک نوجوان آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔ اسکے ہاتھ میں ایک چپٹا سا باکس تھا۔ جس میں مخصوص قسم کی موم کے چھوٹے بڑے اور مختلف موٹائی کے ٹکڑے موجود تھے۔ وہ ان میں سے ایک ٹکڑا اٹھاتا اور پھر اسے چہرے پر کسی جگہ چپکا کر بڑے ماہرانہ انداز میں اسے تھپکانا شروع کر دیتا۔ اور ہر ٹکڑے کی چسپاندگی کے بعد اسکی شکل میں انقلابی تبدیلی آ جاتی۔ اسکے پیچھے کمرے میں موجود ڈبل بیڈ پر ایک غیر ملکی خوبصورت لڑکی جسم پر نائٹ گون لپیٹے بڑے انداز سے لیٹی ہولڈر میں سگریٹ لگائے کش لگا رہی تھی۔ لڑکی کی آنکھیں گہری سبز تھیں اور ان میں ایسی چمک تھی کہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے دو چھوٹے چھوٹے بلب جل رہے ہوں۔

"تمہارا میک اپ آخر کب ختم ہو گا؟" لڑکی نے بڑے ناز سے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بس ڈارلنگ۔۔۔ اب ختم ہونے والا ہے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ مومی میک اپ کتنا وقت لیتا ہے۔" نوجوان نے بھاری آواز میں کہا۔

"اس ملک میں مومی میک اپ کی کیا ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔ یہ ایشیائی باشندے تو انتہائی پسماندہ اور بے وقوف ہوتے ہیں یہ کہاں ہمارے ذہنوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔" لڑکی نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں اینڈریا۔۔ ہمیں ایسا نہیں سوچنا چاہیے۔ کیونکہ بعض اوقات خوش فہمی انسان کو عظیم نقصان میں مبتلا کر دیتی ہے۔ ہمیں ہر لحاظ سے مستعد اور ہوشیار رہنا چاہیے۔" نوجوان نے چہرے پر ہاتھ سے ہلکی ہلکی تھپکیاں دیتے ہوئے کہا۔

"ارے تم خواہ مخواہ گھبرا رہے ہو۔۔۔ تم دیکھنا ہم یہاں کتنی آسانی سے اپنے مشن میں کامیابی حاصل کر لیں گے۔۔۔ مجھے تو اب تک یہاں جو بھی آدمی ملا ہے بھیڑ کی طرح معصوم اور الو کی طرح بے وقوف ہی ملا ہے۔" اینڈریا نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے نوجوان نے میز پر پڑی ہوئی ایک وگ اٹھا کر سر پر جمائی اور پھر اسے اچھی طرح سیٹ کرنے لگا۔ اور پھر مڑ کر اینڈریا کی طرف دیکھ کر کہنے لگا

"ارے تم ابھی تیار نہیں ہوئیں۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ ایسا نہ ہو ہم لیٹ ہو جائیں۔"

"میں نے میک اپ تو کر لیا ہے بس لباس ہی تبدیل کرنا ہے۔" اینڈریا نے بیڈ سے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے انتہائی پھرتی سے گاؤن اتار پھینکا۔ گاؤن کے نیچے اس نے کوئی کپڑا نہیں پہن رکھا تھا اس لیے اس کا عریاں جسم بجلی کی روشنی میں یوں چمک رہا تھا جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے فاسفورس کی بنی ہوئی ہو۔

"ارے میری آنکھیں چندھیانے کا ارادہ ہے۔۔۔۔ تمہارے جسم میں تو بجلیاں کوندتی ہیں"۔۔۔۔۔ نوجوان نے آنکھوں میں بیلاڈونا سکو کا ایک قطرہ ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈیئر۔۔۔ یہ تمہارے پیار کی بجلیاں ہیں"۔۔۔ اینڈریا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے انتہائی پھرتی سے لباس پہننا شروع کر دیا۔ اس نے انتہائی چست پتلون اور منی شرٹ پہن لی۔ اس لباس میں وہ اور بھی زیادہ سمارٹ اور خوبصورت لگنے لگی۔

"آؤ ڈیئر اب چلیں۔۔۔۔۔۔ میرے خیال میں کھیل شروع ہونے والا ہو گا۔" نوجوان نے تیار ہو کر کہا۔ اس وقت وہ ایک غیر ملکی تاجر لگ رہا تھا۔ جسکے چہرے کی رنگت مسلسل سفر کر کر کے جھلس گئی ہو سر پر گھنگریالے بال تھے آنکھوں کی پتلیوں کا رنگ بھی بھورا تھا اور آنکھیں قدرے پھیلی پھیلی محسوس ہو رہی تھیں۔

"ہاں چلو۔۔" اینڈریا نے منی شرٹ کا بٹن بند کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر نوجوان نے ایک نظر کمرے پر ڈالی اور پھر مطمئن ہو کر اینڈریا سمیت کمرے سے باہر آ گیا۔ اس نے تالا بند کر کے چابی جیب میں ڈالی اور پھر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے جیب سے ایک شیشی نکال کر اس نے اسکا منہ تالے کے ساتھ لگا کر شیشی کو ہلکے سے دبایا شیشی سے گیس نکل کر تالے کے سوراخ میں گھس گئی اور نوجوان نے شیشی دوبارہ اپنی جیب میں ڈال لی۔ اور پھر وہ لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچ گئے۔ اور کاؤنٹر پر پہنچ کر نوجوان نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر کاؤنٹر مین کو دیا۔

کاؤنٹر مین نے کارڈ کو بغور دیکھا اور پھر مسکرا کر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور قریب کھڑے ویٹر کو مخصوص اشارہ کیا۔

"آیئے جناب۔" ویٹر نے مؤدبانہ انداز میں نوجوان اور اینڈریا سے مخاطب ہو کر کہا اور آگے آگے چلنے لگا۔ وہ دونوں اسکے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ ایک راہداری سے گزر کر ویٹر انہیں ایک کمرے میں لے آیا۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر دیوار پر لگے سوئچ بورڈ پر ایک بٹن کو دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کمرے کا فرش کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ جب یہ لفٹ رکی تو سامنے ایک دروازہ تھا۔ ویٹر نے آگے بڑھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں دروازہ کھول دیا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ دونوں دروازہ پار کر گئے۔

دروازہ کراس کرتے ہی انہوں نے اپنے آپ کو ایک بڑے ہال میں پایا۔ جہاں مختلف میزیں لگی ہوئی تھیں، میزوں کے گرد کئی غیر ملکی بیٹھے تاش

کھیل رہے تھے۔ان میں عرب ریاستوں کے شیخ بھی موجود تھے۔ لمبی لمبی بازیاں لگ رہی تھیں، ہزاروں اور لاکھوں سے کم بات کرنا ہی وہاں گناہ سمجھا جاتا تھا۔

ہال کے چاروں کونوں میں چار غنڈہ نما اشخاص ہاتھوں میں مشین گنیں سنبھالے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ان کی تیز آنکھیں ایک ایک شخص کا گہری نظروں سے جائزہ لے رہی تھیں، قریب ہی ایک کاؤنٹر کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر مگر بدصورت سا شخص کھڑا تھا۔اسکے چہرے پر زخموں کے نشان اسکے لڑاکا ہونے کا ثبوت دے رہے تھے،اسکی آنکھوں سے سرد مہری ٹپک رہی تھی۔

نوجوان اور اینڈریا جیسے ہی ہال میں داخل ہوئے ہال میں موجود سب لوگوں کی نظریں ایک لمحے کے لیے ان پر جم گئیں۔ عرب شیخوں کی آنکھوں میں اینڈریا کو دیکھ کر ہوس ٹپکنے لگی۔ نوجوان سیدھا کاؤنٹر پر گیا۔اس نے چیک بک نکال کر ایک چیک لکھ کر کاؤنٹر مین کو دے دیا۔کاؤنٹر مین نے چیک میز کی دراز میں ڈالا اور سرخ رنگ کے پلاسٹک کے چوکور ٹکڑوں کا ایک ڈھیر ٹرے میں رکھ کر نوجوان کی طرف کھسکا دیا۔

نوجوان نے ٹرے اٹھایا اور پھر اینڈریا کو ہمراہ لیے ایک میز کی طرف آ گیا۔اسکے بیٹھتے ہی ایک مقامی شخص جو گہرے رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھا ایک میز سے اٹھ کر آیا اور اسکے سامنے بیٹھ گیا۔

"ہیلو۔" نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو! آپکی ساتھی بہت خوبصورت ہے۔۔۔بے حد حسین۔" مقامی نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسکا حسن صرف میرے لیے ہی مخصوص نہیں ہے۔" نوجوان نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر میں ضرور ٹرائی کروں گا۔" مقامی نوجوان نے بھی اس بار بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"بڑی خوشی سے مگر میری ساتھی لڑنے بھڑنے میں ماہر ہے۔۔۔اس بات کا خیال رکھنا۔۔۔" نوجوان نے ویٹر کے ہاتھ سے تاش کے پتے لیتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں دولت سب کام کرا دیتی ہے۔" مقامی نوجوان نے کہا اور پھر کوٹ کی جیب سے پلاسٹک کے چوکور ٹکڑے نکال کر سامنے رکھ لیے۔

اینڈریا خاموش بیٹھی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی اس نے ان کی باتوں پر کوئی تبصرہ نہ کیا۔

"کام ہو گیا؟" اینڈریا کے ساتھی نے اس بار دبے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔۔۔تیار ہے۔" مقامی نوجوان نے بھی دبے لہجے میں جواب دیا۔

"پھر۔" غیر ملکی نے پتے میز پر پھینکتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل گلریز۔ ساتویں منزل۔ کمرہ نمبر پندرہ۔۔۔رات دس بجے۔" مقامی نوجوان نے دبے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کام مکمل ہونا چاہیے میں دھوکے بازی کا قائل نہیں ہوں۔' غیر ملکی نے پلاسٹک کے کچھ ٹکڑے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔۔کام صحیح ہو گا۔۔۔۔۔۔ مگر رقم"۔۔نوجوان نے جواب دیا۔

"رقم مل جائے گی۔۔۔میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ میں دھوکے کا قائل نہیں ہوں۔" غیر ملکی نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔" نوجوان نے پتے سیدھے کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کے درمیان پڑے ہوئے پلاسٹک کے ٹکڑوں کا ڈھیر اپنی طرف گھسیٹ لیا۔

"بہت خوب۔۔۔بہت خوب۔۔۔ بڑی زبردست گیم ہو رہی ہے۔ جو ہارے وہی ٹوکن بھی لے لے۔۔۔بہت خوب۔" اچانک ان کے قریب سے ایک آواز سنائی دی اور دونوں نے بیک وقت چونک کر دیکھا جدھر سے آواز آئی تھی۔ان کے قریب ہی عمران کھڑا تھا۔

اینڈریا نے بھی چونک کر اس کی طرف دیکھا اور ایک لمحے کے لیے اسکی آنکھوں میں پسندیدگی کے آثار ابھرے مگر دوسرے ہی لمحے اس نے منہ پھیر لیا۔اسے معلوم تھا کہ غیر ملکی ایک لمحے کے لیے بھی پسند نہیں کرتا کہ اسکی محبوبہ کسی کی پسندیدگی کے بارے میں سوچے۔

"آپکو کس نے اجازت دی کہ آپ خواہ مخواہ کا تبصرہ کریں۔" غیر ملکی نے بڑے ترش لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ خواہ مخواہ کا تبصرہ کوئی تبصرے کی نئی قسم ہے جناب؟ کتابوں پر تبصرہ۔۔۔۔کھیلوں پر تبصرہ۔۔۔ خبروں پر تبصرہ۔۔۔ڈراموں پر تبصرہ تو سنتے آئے ہیں۔۔۔ مگر خواہ مخواہ کا تبصرہ یہ بالکل نئی بات ہے۔" عمران نے مقامی نوجوان کے قریب اور غیر ملکی کے بالکل مقابل اطمینان سے بیٹھتے ہوئے کہا۔ غیر ملکی کی آنکھوں میں غصے کی چمک ابھرنے لگی۔

"آپ براہ کرم اس میز سے ہٹ جائیں۔۔۔کسی اور گروپ میں جا کر کھیلیں۔" غیر ملکی نے غصہ دباتے ہوئے کہا۔

"واہ اس میز سے اچھی میز کونسی ہو گی کہ جو ہارے وہی جیتے۔ یہ صاحب بازی ہار گئے مگر ٹوکن بھی انہوں نے لے لیے۔اور میں تو کھیل میں بالکل اناڑی ہوں۔ ظاہر ہے ہاروں گا بھی میں اور ٹوکن بھی میں ہی اکٹھے کروں گا۔" عمران کی زبان رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

غیر ملکی ایک لمحے تک گہری نظروں سے اسے عمران کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے مڑ کر کاؤنٹر مین کی طرف دیکھا اور سر کے اشارے سے اسے اپنے پاس بلایا۔

کاؤنٹر مین تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے پاس پہنچ گیا۔

"ان صاحب کو کسی اور میز پر لے جایا جائے۔۔۔ہم دونوں اکیلے کھیلنا چاہتے ہیں۔" غیر ملکی نے لہجے کو حتیٰ الوسع مہذبانہ بناتے ہوئے کہا۔

"جناب یہاں کا اصول یہی ہے کہ اگر پہلے سے کھیلنے والا کھلانا چاہے تو ہی وہ شخص کھیل سکتا ہے ورنہ نہیں۔" کاؤنٹر مین نے عمران کو مخاطب ہو کر کہا۔

"کس نے بنایا ہے یہ اصول۔" عمران نے بڑی لاپرواہی سے پوچھا۔

"انتظامیہ نے جناب۔" کاؤنٹر مین نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"تو جا کر انتظامیہ سے کہہ دو کہ وہ اصول بدل دے۔۔۔بس جاؤ۔۔۔میں تو ان کے ساتھ ہی کھیلوں گا۔" عمران نے یوں ہاتھ ہلا کر کہا جیسے کان سے مکھی اڑا دی ہو۔

"میں کہتا ہوں آپ شرافت سے اٹھ جائیں ورنہ "۔۔۔۔غیر ملکی نے پہلی بار عمران سے انتہائی غصیلے لہجے میں مخاطب ہو کر کہا۔

"ورنہ آپ خود اٹھ جائیں گے۔۔۔یہی کہنا چاہتے ہیں نا آپ۔ ضرور اٹھ جائیں۔ میں نے کوئی آپ کی ٹانگ میں رسی باندھ رکھی ہے۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"یو شٹ اپ نانسنس۔۔" غیر ملکی اچانک اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"یہ بھی شائد یہاں کی انتظامیہ کا کوئی اصول ہے کہ کھڑے ہو کر انگریزی بولی جاتی ہے۔" عمران نے بھولپن سے کہا۔

"عمران صاحب فار گاڈ سیک۔" اچانک ایک دروازے سے مینجر بھاگتا ہوا عمران کے قریب آیا۔

"ارے بھاگتے وقت بھی انگریزی بولنی پڑتی ہے۔" عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر اسی لمحے عمران پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ کیونکہ غیر ملکی نے بجلی کی سی تیزی سے کرسی اٹھا کر اس پر پھینک دی تھی مگر ظاہر ہے مقابل میں عمران تھا اس لیے کرسی قریب بیٹھے ہوئے مقامی نوجوان کے سر پر لگی۔اور وہ چیخ مار کر پیچھے الٹ گیا۔

پھر اس سے پہلے کہ جھگڑا بڑھتا مشین گن بردار انتہائی تیزی سے ان دونوں کے درمیان آ گئے۔۔دو مشین گن برداروں نے عمران کو گھیرے میں لے لیا۔

"عمران صاحب پلیز۔" مینجر نے قدرے خوشامدانہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ہاں۔۔۔۔۔۔میں تو پلیز ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ بالکل خوش ہوں بلکہ بہت خوش ہوں۔۔۔۔۔اس نوجوان کو کرسی لگی ہے اس سے پوچھ لو کہ پلیز ہے یا نہیں۔" عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

نوجوان جس کے سر پر کرسی لگی تھی سر کو پکڑے کھڑا تھا۔ کرسی کا صرف ایک پایہ اسکے سر پر لگا تھا۔

"چلو اینڈریا چلیں۔۔۔یہ لوگ اس قابل نہیں کہ یہاں پر زیادہ وقت گزارہ جائے۔" غیر ملکی نے اینڈریا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اس نوجوان کو دیکھا جس کے ساتھ رات کا پروگرام طے ہوا تھا۔اور پھر وہ اینڈریا کو ساتھ لیے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"بڑا جوشیلا آدمی ہے یہ غیر ملکی بھی۔۔۔خواہ مخواہ لوگوں کو کرسیاں مار دیتا ہے۔" عمران نے اسکے جانے کے بعد بڑے اطمینان سے کہا اور ایک اور میز کی طرف چلا گیا، کرسی کھانے والا نوجوان بھی خاموشی سے چلتا ہوا گیم روم سے باہر نکل گیا۔

عمران ایک خالی میز پر بیٹھ گیا۔اور اس نے کوکا کولا منگوا کر پینا شروع کر دیا۔ابھی اسے وہاں بیٹھے چند ہی لمحے گزرے تھے کہ عرب تاجروں کا ایک گروہ گیم روم میں داخل ہوا یہ لوگ تعداد میں چھ تھے۔جن میں سے تین عرب تاجر تھے جبکہ تین نوجوان انکے سیکرٹری کے طور پر ان کے ساتھ تھے۔

عرب تاجر ایک میز پر بیٹھ گئے اور جوا کھیلنے میں مصروف ہو گئے۔ جبکہ ان کے سیکرٹری بڑے مؤدبانہ انداز میں ان کے پیچھے کھڑے تھے۔ان میں سے ایک کی نظریں ہال میں موجود ہر شخص کا جائزہ لے رہی تھیں۔اور پھر اسکی نظریں عمران پر جم گئیں عمران بھی اسے دیکھ رہا تھا۔

جیسے ہی نوجوان کی نظریں عمران سے ملیں عمران نے آنکھ کا کونا ہلکا سا دبا دیا اور نوجوان کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑنے لگی۔اس نے جھک کر اپنے مالک کے کان میں کچھ بات کی۔اور پھر اس کے سر ہلانے پر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سیدھا عمران کی طرف بڑھتا چلا آیا۔اور اسکے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"آپ کا نام عمران ہے ؟" آنے والے نے آواز کو دباتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا اور اسکے جواب پر آئے ہوئے نوجوان کے چہرے پر ایکدم بوکھلاہٹ کے آثار نمایاں ہو گئے۔۔

"میرا نام عمران نہیں۔۔۔۔۔۔۔بلکہ علی عمران ایم۔ایس۔سی۔ڈی۔ایس۔سی۔ آکسن ہے۔" عمران نے اس بار کہا اور اس بار نوجوان کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔

"میرا نام زکریا ہے۔" آنے والے نے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر عمران کے ہاتھ میں دے دیا، کارڈ کے اوپر سرخ رنگ کا ایک شیر بنا ہوا تھا۔

"ہوں۔۔۔۔ٹھیک ہے۔" عمران نے سنجیدگی سے سر ہلاتے ہوئے کارڈ واپس کر دیا۔

"آپ ایکسٹو کو بتادیں کہ بین الاقوامی مجرم باگوپ آپ کے ملک میں آچکا ہے۔" زکریا نے کنکھیوں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"باگوپ۔" عمران کے ذہن میں ایک دھماکہ ہوا۔

"ہاں باگوپ۔۔۔انتہائی چالاک عیار اور خطرناک مجرم۔۔۔۔۔۔جس کی کسی بھی ملک میں آمد اس ملک کے لیے ہمیشہ کے لیے بدقسمتی کا باعث بن جاتی ہے۔" زکریا نے جواب دیا۔

"مگر آپکو کیسے معلوم ہوا کہ وہ ہمارے ملک میں آچکا ہے ؟" عمران نے قدرے مشکوک لہجے میں کہا۔

"اس کو ایئرپورٹ پر ہمارے ایک ایجنٹ نے پہچان لیا تھا۔ مگر اسے فوراہی قتل کر دیا گیا۔۔۔۔۔۔مگر جہاں لاش ملی تھی وہاں زمین پر ایجنٹ نے مرتے ہوئے خون آلود انگلی سے اسکی موجودگی کے متعلق چند حروف لکھ دیے تھے۔ چنانچہ جب تحقیقات کی گئیں تو بس معلوم ہوا کہ قاتل جس فلائٹ پر گیا ہے وہ آپکے ملک جا رہی تھی۔ پھر آپکے ملک کے ایئرپورٹ پر جب مزید تحقیقات کی گئیں تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ باگوپ اپنی محبوبہ سمیت آپکے

ملک میں آیا ہے۔۔۔۔۔اسی بناپر میں نے ایکسٹو سے رابطہ قائم کیا تاکہ اس کی موجودگی سے متعلق انہیں اطلاع کردی جائے۔" زکریا نے دبے لہجے میں تفصیلاً بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے شکریہ !آپ کا پیغام ایکسٹو تک پہنچ جائے گا۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور پھر اٹھ کر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔جہاں مینجر ابھی تک قدرے نروس سا کھڑا تھا۔اس کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"مجھے افسوس ہے مسٹر مینجر کہ آپکے گیم روم میں جھگڑا ہو گیا۔۔ مگر اس میں میرا کوئی قصور نہیں تھا۔" عمران نے انتہائی سنجیدگی اور شریفانہ لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں عمران صاحب !میں اس نوجوان سے معذرت کرلوں گا۔آپ گیم کھیلیں۔۔۔آپ نے تو اب تک گیم ہی نہیں کھیلی۔" مینجر نے بظاہر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا مگر اسکا چہرہ عمران کو بتلا رہا تھا کہ وہ اندر ہی اندر بری طرح کھول رہا ہے۔

"نہیں۔۔۔مجھے سخت شرمندگی ہے۔میں اس شریف آدمی سے خود معافی مانگنا چاہتا ہوں۔۔۔جب تک میں اس سے معافی نہیں مانگ لوں گا میرا ضمیر مطمئن نہیں ہوگا۔" عمران نے جواب دیا۔

"چھوڑیں جناب۔۔۔۔۔۔۔جو ہو گیا سو ہو گیا۔آپ گیم کھیلیں۔" مینجر نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم چھوڑ دو تو چھوڑ دو۔۔۔۔۔۔میں تو معافی مانگنا نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ڈیڈی کہتے ہیں کہ معافی مانگنا اچھی عادت ہے۔اور تم جانتے ہو کہ میں نے اب تک ڈیڈی کی بات نہیں مانی۔اس لیے دربدر کے دھکے کھا رہا ہوں۔اب میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ ڈیڈی کی بات ضرور مانوں گا۔اس لیے میں تو اس نوجوان سے معافی ضرور مانگوں گا۔۔۔۔چلو میرے ساتھ۔۔۔۔" عمران نے جواب میں پوری تقریر جھاڑ دی۔

اب مینجر بھی سمجھ گیا کہ عمران جو فیصلہ کرلے اس سے ٹلنے والا نہیں۔پھر اسے خیال آیا کہ اگر عمران ہوٹل کے گاہک سے معافی مانگ لے گا تو گاہک خوش ہو جائے گا۔چنانچہ وہ راضی ہو گیا اور پھر عمران کو لے کر گیم روم سے باہر آیا اس نے کاؤنٹر مین سے پوچھا۔

"مسٹر جوزف اپنے کمرے میں ہیں؟"

"ہاں جناب !وہ کمرے میں ہیں،ویسے انہوں نے مجھے رات ساڑھے نو بجے ٹیکسی فراہم کرنے کی ہدایت کی ہے۔" کاؤنٹر مین نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تم ہوٹل بزنس میں نئے آئے ہو۔اس لیے میں تمہیں آخری بار تنبیہ کررہا ہوں کہ تم سے جو پوچھا جائے وہی بتایا کرو۔فالتو باتیں کرنے کی ضرورت نہیں گاہک نے کیا آرڈر دیا ہے کیا نہیں یہ بزنس سیکرٹ ہوتا ہے۔سمجھے۔" مینجر نے اسے بری طرح ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"یار کیوں مینجر کی جھاڑیں کھا رہے ہو۔بہتر یہی ہے کہ اپنا ہوٹل کھول لو۔چاہے نان چھولے ہوٹل ہی کیوں نہ ہو۔وہاں اگر گاہک نہیں آئیں گے تو کم از

کم اس قسم کے سخت مزاج مینجر بھی نہ ہوں گے۔" عمران نے کاؤنٹر مین کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

اور مینجر نے غصے کی شدت سے دانت بھینچ لیے۔اس کا جی چاہ رہا تھا کہ عمران کو یہیں شوٹ کردے۔مگر وہ جانتا تھا کہ ایسا کرنا ناممکن ہے اسلیے وہ سوائے خون کے گھونٹ پینے کے اور کیا کر سکتا تھا۔

"چلیں عمران صاحب آپ اس سے معافی مانگیں اور میری جان چھوڑیں۔" آخر اس سے رہا نہ گیا تو اس نے سخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یار کیسے آدمی ہو؟ہر چیز چھوڑنے کو کہہ رہے ہو۔کبھی مشورہ دیتے ہو معافی مانگنا چھوڑ دو۔کبھی جان چھوڑ دوں۔۔۔۔۔ایسا کرو تم ایک ہی بار جو جو کچھ چھڑوانا ہے چھڑوالو روز روز کا چھڑوانا مجھے پسند نہیں ہے۔" عمران کی زبان بھلا کہاں رکتی تھی۔مگر چونکہ مینجر لفٹ کی طرف قدم بڑھا چکا تھا۔اس لیے عمران کو بھی اس کے پیچھے جانا پڑا۔

لفٹ میں مینجر بالکل خاموش رہا اور عمران نے بھی اسے مزید نہ چھیڑا کیونکہ وہ اسکی شکل سے اندازہ لگا چکا تھا کہ اب اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ خواہ مخواہ کی الجھنوں میں پڑے۔لفٹ دسویں منزل پر رک گئی،مینجر عمران کو ہمراہ لیے کمرہ نمبر بارہ کے دروازے پر رک گیا۔اس نے برے مہذب انداز میں دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے؟" اندر سے نوجوان کی اوازسنائی دی۔

"مینجر۔۔۔۔" مینجر نے مہذبانہ لہجے میں جواب دیا۔

اور چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔نوجوان ہاتھ میں رسالہ اٹھائے کھڑا تھا۔اس نے جب مینجر کے ہمراہ عمران کو دیکھا تو اس کے چہرے پر غصے کے آثار ابھرنے لگے۔

"عمران صاحب آپ سے معافی مانگنے آئے ہیں،انہیں گیم روم میں ہونے والے ناخوشگوار واقعہ پر افسوس ہے۔" مینجر نے کہا۔

"معافی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔" نوجوان نے سرد لہجے میں کہا اور دروازہ بند کرنے لگا۔

"کیا آپ ہمیں اندر آنے کی اجازت نہیں دیں گے آخر میں نے معافی مانگنی ہے۔کوئی مذاق تو نہیں کہ یہیں دروازے پر ہی کھڑے کھڑے سب معاملہ طے ہو جائے۔" عمران نے لہجہ کو سنجیدہ بنانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

نوجوان نے ایک لمحے کے لیے عمران کی طرف دیکھا اور پھر دروازے سے ہٹتے ہوئے کہنے لگا۔

"آجائیے۔۔۔"

مینجر اور عمران کمرے میں داخل ہوئے تو نوجوان کی ساتھی لڑکی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی میک اپ میں مصروف تھی۔

"میں اپنا تعارف خود کروادوں تو بہتر ہے۔کیونکہ مینجر شائد پوری طرح مجھے نہیں جانتا۔میرا نام علی عمران ایم۔ایس۔سی۔ڈی۔ایس۔سی۔آکسن ہے

اور پیشہ مصاحبت ہے۔" عمران نے اندر داخل ہوتے ہی اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ایم ایس سی ڈی ایس سی آکسن کی ڈگریوں کا جوزف اور اینڈریا پر بڑا خوشگوار ردعمل ہوا اور ان کے چہروں پر موجود کیفیت کے آثار میں نمایاں کمی ہو گئی۔

"مجھے جوزف کہتے ہیں۔۔۔ میں ایک ہفتہ ہوئے آپکے ملک میں آیا ہوں یہ میری منگیتر مس بروشی ہیں۔ ہم یہاں سیر و تفریح کے لیے آئے ہیں۔" نوجوان نے اپنا اور اینڈریا کا تعارف کرواتے ہوئے کہا۔

"صرف سیر و تفریح کے لیے؟ عمران نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔۔؟ کیا سیر و تفریح پر آپکو کوئی اعتراض ہے؟" جوزف نے چونک کر پوچھا۔

"اعتراض تو خیر کیا ہو گا۔۔۔ میرا مطلب یہ تھا کہ اگر ساتھ ہی ہنی مون بھی منا لیتے تو آپ یہاں زیادہ محفوظ ہوتے۔۔۔۔۔۔ اگر آپ کا ایسا کوئی ارادہ بن جائے تو آپ مجھے بتلائیں، میں گواہوں اور مولوی کا انتظام کر دوں گا۔" عمران نے جواب دیا۔

جوزف بے اختیار ہنس دیا۔ اسکی آنکھوں میں چند لمحے پہلے لہرانے والی تشویش کی پرچھائیاں یکسر غائب ہو گئیں۔

"مسٹر عمران بڑے دلچسپ آدمی ہیں۔" اینڈریا نے بات چیت میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"مگر ان کا پیشہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔" کیا بتایا تھا؟ مصاحبت؟؟؟" اینڈریا نے بڑے دلآویز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں عمران صاحب آپ نے کیا پیشہ بتایا تھا؟ کیا یہ کوئی سائنسی ملازمت ہے؟ جوزف نے کہا۔

"ارے کمال ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اپ مصاحبت کے معنی نہیں سمجھتے، خالص غیر رومانی اور غیر سائنسی پیشہ ہے۔ بس یوں سمجھیے کہ کوئی پیشہ ہی نہیں ہے۔۔۔ بس وقت گزارنے والی بات ہے۔" عمران نے بڑے شرمیلے لہجے میں جواب دیا۔ اسکے چہرے پر شرم کے آثار یوں پھیل گئے جیسے کسی خالصتا مشرقی لڑکی سے اسکے ہونے والے دولہا کی تفصیلات پوچھ لی گئیں ہوں۔

"ارے آپ تو شرما رہے ہیں۔" اینڈریا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں مس بروشی ہے بھی شرمانے والی بات۔۔۔۔ دراصل یہ پیشہ ایسا ہے کہ بتاتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ عمران نے اور زیادہ شرماتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب کیا یہ غیر قانونی پیشہ ہے؟" جوزف نے چونکتے ہوئے کہا۔

'ارے نہیں جناب میرے جیسا چڑی مار قسم کا آدمی غیر قانونی پیشہ کر سکتا ہے۔۔۔۔ بس یوں سمجھ لیجیے کہ بڑے لوگوں کی خوشامد کر کے اور انہیں خوش کر کے ان سے کچھ انعام و کرام لے لینا میرا پیشہ ہے۔" عمران نے اپنے پیشہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"صاحب یہ انکساری برت رہے ہیں۔ یہ انٹیلی جنس کے چیف سر رحمان کے بیٹے اور انٹیلی جنس سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض کے دوست ہیں۔ بس رئیس آدمی ہیں کسی پیشے کی انہیں سرے سے ضرورت ہی نہیں۔" مینجر جواب تک خاموش بیٹھا تھا آخر بول پڑا۔

"ڈائریکٹر انٹیلیجنس سر رحمان۔" اس بار جوزف کے لہجے میں خفیف سی لرزش نمایاں تھی۔

"ارے جناب آپ خوفزدہ نہ ہوں۔۔۔ ڈیڈی نے ایک مدت سے مجھے عاق کر رکھا ہے۔ وہ میری شکل تک دیکھنے کے روادار نہیں ہیں۔ باقی رہا سوپر فیاض۔ تو وہ خوشامد پسند آدمی ہے، بس اس کی کچھ خوشامد کر کے گزارہ کر لیتا ہوں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ وہ انتہائی ڈفر قسم کا آدمی ہے۔ مگر پھر بھی میں اسے بڑا عقلمند ثابت کرتا رہتا ہوں اور وہ میری اس بات سے خوش ہو کر میرے خرچے پورے کر دیتا ہے۔ بس اتنی سی بات ہے۔" عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا عمران صاحب۔۔۔۔۔ اب چلیں کافی وقت لے لیا ہے جوزف صاحب کا۔" مینجر نے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا۔

"کہاں لیا ہے۔۔۔ ابھی تو کچھ بھی نہیں لیا۔۔۔ معافی تک نہیں لی۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چھوڑیں اس بات کو عمران صاحب۔ بس بات ختم۔۔۔۔ ہو گئی سو ہو گئی۔۔۔ معافی کی کیا ضرورت ہے۔" جوزف نے مہذبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"واہ واہ۔ صاحب! آپ بھی مینجر کے طرفدار بن گئے۔۔۔۔۔ وہ بھی کہتے ہیں کہ سب کچھ چھوڑ دو۔۔۔۔۔۔ معافی مانگنا چھوڑ دو۔۔۔ جان چھوڑ دو۔۔۔۔ اور اب آپ بھی کہہ رہے ہیں اس بات کو چھوڑ دوں۔۔۔ میں تو ضرور معافی مانگوں گا۔" عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔

جوزف اور اینڈریا اسے یوں دیکھنے لگے جیسے انکی نظروں میں اسکی دماغی صحت مشکوک ہو گئی ہو۔

"پھر مانگ لیجیے معافی۔" مینجر اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"کیوں صاحب! مانگ لوں؟" عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں کیا کر سکتا ہوں۔۔۔۔ اگر آپ بضد ہیں تو۔" جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کیوں نہیں کہہ سکتے۔ ہمارے ملک میں تحریر و تقریر کی مکمل آزادی ہے۔ آپ سب کہہ سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔ کیوں مینجر صاحب! میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں۔" عمران نے آخر میں مینجر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"جوزف صاحب کا مطلب تھا کہ آپ معافی مانگ سکتے ہیں" مینجر نے اس بار جھنجلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مسٹر جوزف مجھے معافی دے دیجیے۔" عمران نے یوں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ جیسے اس کی سمجھ میں بات آگئی ہو۔

"دیدی عمران صاحب۔" جوزف نے خوشگوار لہجے میں کہا۔

"کہاں دی ہے؟ مجھے تو نہیں ملی۔۔۔" عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"کیا نہیں ملی۔" جوزف نے چونک کر کہا۔

"معافی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔

"بس ہو گئی معافی۔اب چلیں۔۔۔میرا وقت ضائع ہو رہا ہے۔" مینجر نے یکدم اٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا تم ضد کرتے ہو تو چلو۔۔۔ مگر جوزف صاحب آپ یاد رکھیں کہ آپ نے صرف کہا ہے معافی نہیں دی اور میں نے معافی ضرور لینی ہے۔۔۔ چھوروں گا نہیں۔۔۔ بائی بائی۔۔۔" عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ مینجر بھی اسکے پیچھے پیچھے تھا اور وہ دونوں بت بنے بیٹھے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیپٹن شکیل نے پڑھتے پڑھتے زور کی جمائی لی اور پھر کتاب اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور خود اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔اسے بڑی شدت سے چائے کی طلب ہو رہی تھی۔ کئی دنوں سے وہ سب فارغ تھے اور کیپٹن شکیل کی عادت تھی کہ جب وہ فارغ ہوتا تھا تو اپنے آپ کو مطالعے میں غرق کر لیتا تھا۔ آج اسے سٹال پر ایک کتاب نظر آ گئی تھی۔ چنانچہ دو گھنٹوں سے وہ مطالعے میں غرق تھا کہ اچانک اسے جماہی آئی اور وہ سمجھ گیا کہ تھکن اتارنے کے لیے چائے کا ایک کپ پینا ہی پڑے گا۔

چنانچہ کتاب رکھ کر وہ کچن میں گیا اور اس نے الیکٹرک کیتل میں چائے کا پانی اتارنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں میں چائے کا کپ تیار کر کے وہ واپس آیا اور صوفے پر بیٹھ کر بڑے اطمینان سے چسکیاں لینے لگا۔ ابھی اس نے آدھی پیالی ہی پی تھی کہ ٹیبل پر موجود ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ کیپٹن شکیل نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا اور پھر پیالی اٹھا کر ریسیور اٹھالیا۔

"ہیلو کیپٹن شکیل اسپیکنگ۔" اس نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو۔" دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص غراہٹ آمیز آواز ابھری۔

"یس سر۔۔۔" اس بار کیپٹن شکیل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیپٹن شکیل! ہوٹل فائیو سٹار کی دسویں منزل کمرہ نمبر بارہ میں ایک غیر ملکی جوڑا ٹھہرا ہوا ہے تم نے اسکی مکمل نگرانی کرنی ہے۔ نگرانی انتہائی خفیہ انداز میں ہونی چاہیے، کسی بھی خاص واقعہ کی مکمل رپورٹ دینا اور کسی قسم کی مداخلت کی ضرورت نہیں۔" ایکسٹو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب۔۔۔ میں ابھی وہاں پہنچ رہا ہوں۔" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تم میک اپ میں رہو گے۔" ایکسٹو نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور اسکے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔

کیپٹن شکیل نے ایک ہموار سانس لیتے ہوئے ریسیور رکھ دیا۔ جہاں اسے یہ خوشی ہو رہی تھی کہ کیس شروع ہو گیا ہے وہیں کتاب ادھوری رہ جانے کا بھی افسوس تھا۔ بہر حال اس نے تیزی سے اٹھ کر لباس تبدیل کیا۔ ہلکا سا میک اپ کیا اور فلیٹ کو تالا لگا کر باہر آ گیا۔ بلڈنگ کے اندر موجود بڑے گیراج سے اس نے اپنی کار باہر نکال لی اور پھر ہوٹل فائیو سٹار کی طرف بڑھنے لگا۔

جیسے ہی اسکی کار ہوٹل فائیو سٹار کے کمپاؤنڈ میں مڑی ایک ٹیکسی اس کی سائیڈ سے ہو کر باہر نکلتی چلی گئی۔ کیپٹن شکیل نے ایک نظر ڈالی تو ٹیکسی میں ایک غیر ملکی جوڑا موجود تھا۔ مگر ہوٹل فائیو سٹار میں زیادہ تر غیر ملکی ہی رہتے تھے اسلیے وہ کار پارکنگ کی طرف بڑھاتا چلا گیا۔ پارکنگ میں کار روک کر وہ نیچے اترا اور پھر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہوٹل میں داخل ہو کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

"جی فرمائیے۔" کاؤنٹر مین نے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا ہے کہ آپ کے ہوٹل کی دسویں منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں میرے ایک دوست ٹھہرے ہوئے ہیں۔۔۔ کیا وہ اس وقت کمرے میں موجود ہیں؟" کیپٹن شکیل نے بڑے مہذبانہ لہجے میں پوچھا۔

"اوہ! آپ چند منٹ لیٹ پہنچے ہیں۔ مسٹر جوزف اور انکی ساتھی ابھی ابھی ہوٹل چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ شائد انکی ٹیکسی آپکو گیٹ پر ملی ہو۔" کاؤنٹر مین نے معذرت آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں مجھے تو نہیں ملی۔" کیپٹن شکیل نے کہا مگر اسکے ذہن میں وہ ٹیکسی گھوم گئی جس میں ایک غیر ملکی جوڑا موجود تھا۔

"مجھے افسوس ہے اگر آپ کچھ دیر پہلے آ جاتے تو مسٹر جوزف سے آپکی ملاقات ہو جاتی۔" کاؤنٹر مین نے کہا۔

"کیا وہ بتا کر گئے ہیں کہ کہاں جا رہے ہیں؟ مجھے تو معلوم ہوا تھا کہ وہ ابھی کچھ دن یہاں رکیں گے۔" کیپٹن شکیل نے ایسے کہا جیسے اسے بہت افسوس ہو رہا ہو۔

"نہیں جناب بتا کر تو نہیں گئے اور انکے جانے کا ارادہ بھی اچانک ہی بن گیا۔" کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"اوکے۔" کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر واپس گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ اپنی کار تک پہنچ گیا۔ گو اس نے اچٹتی سی نظر ٹیکسی پر ڈالی تھی مگر چونکہ وہ ایسے پیشے سے وابستہ تھا جس میں نہ چاہتے ہوئے بھی عادتاً کچھ باتیں ذہن میں رہ جاتی تھیں۔ اس لیے ٹیکسی کا نمبر اور غیر ملکی جوڑے کا حلیہ اسکے ذہن میں تھا۔۔۔ اسے امید تھی کہ وہ اس ٹیکسی کو ڈھونڈ نکالے گا۔۔ اس طرح اس جوڑے کی آئندہ منازل کے بارے میں پتا چلایا جا سکتا تھا۔ اس نے کار کا رخ گرین ایرو ٹیکسی کمپنی کے دفتر کی طرف موڑ دیا۔ ٹیکسی گرین ایرو کمپنی کی ملکیت تھی اور اسے معلوم تھا کہ وہاں سے وہ ٹیکسی کے متعلق معلومات حاصل کر سکتا ہے۔

جلد ہی وہ ٹیکسی کمپنی کے دفتر پہنچ گیا۔وہاں موجود مینجر نے بڑی خوشدلی سے اسکا استقبال کیا۔

"آپ کی ایک ٹیکسی نمبر سولہ سترہ میں میرے ایک غیر ملکی دوست ہوٹل فائیو سٹار سے کہیں گئے ہیں مجھے چونکہ انتہائی ضروری کام سے انہیں ملنا ہے اس لیے میں ان کی آئندہ کال کا انتظار نہیں کر سکتا۔اگر آپ اس ٹیکسی ڈرائیور سے مجھے ملوادیں تو میں اپنے دوست تک فورا پہنچ جاؤں گا۔" کیپٹن شکیل نے اسے بتاتے ہوئے کہا۔

"نمبر سولہ سترہ۔۔" مینجر نے سوچتے ہوئے کہا۔اور پھر اپنے سامنے رکھے ہوئے رجسٹر پر جھک گیا۔

چند منٹ بعد اس نے سر اٹھایا تو اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ رہی تھی۔

"آپکا کام ہو جائیگا۔۔آپ بروقت آئے ہیں ٹیکسی ڈرائیور کا ٹائم ختم ہونے والا ہے۔وہ دس پندرہ منٹ کے اندر دفتر رپورٹ کرے گا۔تب آپ ان سے پوچھ لیں۔" مینجر نے کہا۔

"بہت خوب!بے حد شکریہ۔۔۔میں اسکا یہیں انتظار کر سکتا ہوں۔" کیپٹن شکیل نے لہجے کو مسرت آمیز بناتے ہوئے کہا۔

"ضرور آپ کیا پینا پسند کریں گے۔؟" مینجر نے خوشدلی سے کہا۔

"نہیں اسکی ضرورت نہیں ہے۔۔شکریہ" کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور پھر قریب پڑا ہوا ایک رسالہ اٹھا کر دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان دفتر میں داخل ہوا، تو مینجر نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"قاسم!یہ صاحب تم سے ملنے کے لیے کافی دیر سے انتظار کر رہے ہیں۔"

"مجھ سے؟؟؟؟؟" آنے والے نوجوان نے چونک کر کیپٹن شکیل کی طرف دیکھا جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

"آپ ٹیکسی نمبر سولہ سترہ چلاتے ہیں۔" کیپٹن شکیل نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں کیوں؟" نوجوان نے چونک کر پوچھا اس کے لہجے میں ہلکی سی گھبراہٹ تھی۔

"ارے قاسم گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔انہیں اپنے ایک دوست کا پتہ چاہیے تھا جسے تم نے فائیو سٹار ہوٹل سے لیا ہے۔" مینجر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ!وہ غیر ملکی جوڑا۔" قاسم نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہ میرا دوست ہے اور مجھے اس سے انتہائی ضروری کام پڑ گیا ہے۔۔۔میں نے اسے فورا ملنا ہے۔۔آپکی مہربانی ہوگی۔" کیپٹن شکیل نے جیب سے دس روپے کا نوٹ نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ارے اس کی کیا ضرورت ہے۔" ڈرائیور نے جھینپتے ہوئے کہا مگر اس نے نوٹ لے لیا۔

"کوئی بات نہیں۔" کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے غیر ملکی جوڑے کو ہوٹل سی ویو میں ڈراپ کیا تھا۔ڈرائیور نے جواب دیا۔

شکریہ بس میں اب ان سے مل لوں گا۔" کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ مینجر اور ڈرائیور سے ہاتھ ملا کر دفتر سے باہر نکل آیا۔اب اسکی کار کا رخ ہوٹل سی ویو کی طرف تھا۔

ہوٹل سی ویو پہنچ کر اس نے کار پارکنگ میں روکی۔اور پھر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"مسٹر جوزف اپنی ساتھی کے ساتھ ابھی ابھی یہاں پہنچے ہیں۔۔کیا وہ اس وقت اپنے کمرے میں موجود ہیں؟" کیپٹن شکیل نے ایک بڑا نوٹ خاموشی سے کاؤنٹر مین کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

کاؤنٹر مین نے ایک لمحے کے تذبذب کے بعد نوٹ لے لیا۔اور پھر کہنے لگا۔

"مسٹر جوزف نہیں بلکہ مسٹر اینڈ مسز بٹلر ابھی ابھی یہاں آئے ہیں۔غیر ملکی ہیں روم نمبر الیون تھرڈ فلور۔" کاؤنٹر مین نے دبے دبے لہجے مین کہا۔

"مسز بٹلر کے بال سنہرے ہیں اور شولڈر کٹ ہیں۔وہی ناں؟" شکیل نے پوچھا۔

"ہاں ہاں بالکل وہی۔" کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ کاؤنٹر مین کچھ کہتا کیپٹن شکیل اسکا شکریہ ادا کرتے ہوئے لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔وہ ایک بار انہیں دیکھ کر تسلی کر لینا چاہتا تھا۔۔ویسے اسے نام کی تبدیلی پر کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کوئی ایسا شخص جس میں ایکسٹو دلچسپی لے رہا ہو عام آدمی نہیں ہو سکتا۔

تھرڈ فلور پر جیسے ہی لفٹ رکی۔۔۔کیپٹن شکیل باہر نکلا تو اسی لمحے کمرہ نمبر گیارہ سے ایک غیر ملکی نوجوان لڑکا اور لڑکی باہر نکلے اور پھر سیدھے لفٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کیپٹن شکیل پہچان گیا کہ یہ وہی جوڑا ہے مگر وہ رکا نہیں بلکہ آگے بڑھتا چلا گیا۔جب یہ جوڑا لفٹ میں داخل ہو گیا تو کیپٹن شکیل واپس مڑا اور لفٹ کے دروازے پر رک گیا اس نے لفٹ رکتے ہی اس کا نمبر دبا دیا۔چند لمحوں بعد لفٹ واپس آگئی۔اور کیپٹن شکیل واپس ہال میں پہنچ گیا۔

غیر ملکی جوڑا ہال سے باہر جا چکا تھا۔اس لیے کیپٹن شکیل خاموشی سے ہال سے باہر نکلتا چلا گیا۔اس نے انہیں ایک ٹیکسی میں بیٹھتے دیکھا تو سیدھا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔جلد ہی وہ کار میں بیٹھا بڑی احتیاط سے ٹیکسی کا تعاقب کر رہا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ہوٹل گلریز کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی۔کیپٹن شکیل نے بھی کار پارکنگ میں روکی۔اور جب وہ غیر ملکی ٹیکسی سے اتر کر ہال میں داخل ہو گئے تو کیپٹن شکیل نے جیب سے ایک چپٹا سا باکس نکالا اور پھر بیک مرر میں دیکھ کر ہلکے ہلکے ٹچ چہرے پر لگانے لگا۔اس نے میک اپ کی تبدیلی ضروری سمجھی تھی۔کہ غیر ملکی اسے قریب سے دیکھ چکا تھا۔اور ہو سکتا تھا کہ دوبارہ دیکھنے پر چونک جائے۔میک اپ کر کے اس نے کوٹ الٹا پہن لیا۔کوٹ ڈبل سائڈڈ تھا۔اس لیے اب کیپٹن شکیل کو اطمینان تھا کہ وہ غیر ملکی اسے نہیں پہچان سکے گا۔

وہ کار سے اتر کر سیدھا مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ہال میں داخل ہو کر اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی مگر وہ جوڑا اسے کہیں بھی نظر نہ آیا۔ وہ چونک پڑا۔ اسے خدشہ ہوا کہ کہیں وہ تعاقب سے باخبر ہو کر اسے ڈاج نہ دے گئے ہوں۔ مگر وہ جانتا تھا کہ اس ہوٹل کا عقبی گیٹ نہیں ہے۔ اس لیے یہی ایک صورت ہو سکتی تھی کہ وہ کسی کمرے میں چلے گئے ہوں۔

کچھ سوچ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ لفٹ بوائے نے اسکے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند کر دیا اور پھر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ کیپٹن شکیل نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک نوٹ نکالا اور اسے لفٹ بوائے کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

"ابھی ابھی ایک غیر ملکی جوڑا لفٹ میں سوار ہوا ہے۔ کونسی منزل پر اترا ہے؟ ساتویں منزل۔" لفٹ بوائے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی لفٹ کا بٹن دبا دیا۔ لفٹ تیزی سے اوپر جانے لگی۔

کیپٹن شکیل اب یہ سوچ رہا تھا کہ وہ ساتویں منزل کے کس کمرے میں ہوں گے۔ اس کا پتہ کیسے چلایا جائے کہ لفٹ بوائے نے لفٹ کا دروازہ کھول دیا اور کیپٹن شکیل خاموشی سے ساتویں منزل پر اتر گیا۔ اس نے ایک نظر منزل کی گیلری پر ڈالی وہاں تقریباً تیس کے قریب کمرے تھے۔ گیلری خالی پڑی تھی۔ منزل کا بیرہ یا تو کسی کمرے کے اندر تھا یا پھر نیچے گیا ہوا تھا۔

کیپٹن شکیل یوں ٹہلتا ہوا گیلری کے بائیں طرف بڑھنے لگا۔ جیسے وہ کمرے میں بیٹھا بیٹھا اکتا کر باہر ٹہلنے نکل آیا ہو۔ اور پھر یہ اسکی خوش قسمتی تھی کہ جیسے ہی وہ کمرہ نمبر 15 کے سامنے سے گزرا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ویٹر خالی ٹرے ہاتھ میں اٹھائے باہر نکل آیا۔ اور کیپٹن شکیل نے ایک لمحے میں کمرے کے اندر جھانک لیا۔ اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ کیونکہ اس نے کمرے میں موجود سنہرے بالوں والی لڑکی کو پہچان لیا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ غیر ملکی جوڑا کمرہ نمبر 15 میں موجود ہے۔

ویٹر کیپٹن شکیل کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے ٹھٹکا۔ مگر کیپٹن شکیل بڑے اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ ویٹر نے کچھ سوچ کر کندھے جھٹکے اور پھر تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

اس کے نیچے جاتے ہی کیپٹن شکیل سانپ کی سی تیزی سے واپس پلٹا اور پھر پنجوں کے بل چلتا ہوا کمرہ نمبر 15 کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے جھک کر کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ دیکھتا۔ کمرے کا دروازہ ایک زوردار جھٹکے سے کھلا اور کیپٹن شکیل کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر ایٹم بم کا دھماکہ کر دیا گیا ہو۔ اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور پھر اسے بلیک زیرو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"واقعی خطرناک مجرموں میں سے ایک ہے۔"

ویسے کمال کی بات ہے کہ ایک آدمی اکیلا پوری دنیا کی سیکرٹ سروسز کو انگلیوں پر نچاتا پھر رہا ہے۔" بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں! باگوپ ایسا مجرم ہے۔ میک اپ کا ماہر۔ اس لیے آج تک اس کی اصلی شکل کے بارے میں کوئی نہیں جان سکا۔ انتہائی چالاک ۔۔۔۔ عیار ۔۔۔۔ اور عقلمند ۔۔۔ سچے نشانے کا مالک ۔۔۔ غرضیکہ دلچسپ مجرم ہے۔" عمران نے باگوپ کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

ایسٹرن سٹیٹ کے سیکرٹ سروس کے نمائندے زکریا نے اس کی محبوبہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ کیا وہ محبوبہ بھی ہر وقت میک اپ میں رہتی ہو گی؟" بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ وہ سر جھاڑ منہ پھاڑ پھرتی ہو گی۔ میرا خیال ہے کہ تمہارا دماغ بھی اب کالے صفر میں تبدیل ہو گیا ہے۔ بھلا ہو محبوبہ اور میک اپ نہ کرے ۔۔۔۔۔۔ یہاں دادیاں نانیاں میک اپ سے باز نہیں آتیں۔" عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! میرا مطلب دوسرے میک اپ سے تھا ۔۔۔ سولہ سنگار والے میک اپ سے نہیں۔" بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

میک اپ دوسرا ہو یا تیسرا میک اپ ہی ہوتا ہے۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ کسی گہری سوچ میں ہے۔ پھر اچانک اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور ریسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"پی اے ٹو سیکرٹری وزارت دفاع۔" دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو سپیکنگ ۔۔۔ سیکرٹری صاحب سے بات کراؤ۔" عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ایک سیکنڈ ہولڈ کیجیے جناب۔" دوسری طرف سے پی اے کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہیلو اکرام سپیکنگ۔" ایک لمحے بعد سیکرٹری کی باوقار آواز ریسیور میں ابھری۔

"ایکسٹو دس اینڈ۔" عمران نے جواب دیا۔

"فرمائیے مسٹر ایکسٹو ۔۔۔ کیسے یاد کیا؟" سیکرٹری نے قدرے نرم لہجے میں پوچھا۔

"آپ کے پاس ان ملازمین کی فائل موجود ہو گی جو اسٹرانگ روم میں کام کرتے ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔۔ میری دراز میں موجود ہے۔" سیکرٹری نے جواب دیا۔

"آپ اسے کھول کے دیکھیں اور مجھے بتائیں کہ کوئی ایسا نوجوان وہاں ملازم ہے جس کی ناک پر کراس کی زخم کا نشان ہو۔" عمران نے کہا۔

"بہتر میں ابھی بتاتا ہوں۔" سیکرٹری نے جواب دیا۔ پھر ریسیور پر چند لمحے خاموشی طاری رہی۔

"مسٹر ایکسٹو۔" سیکرٹری کی آواز دوبارہ ابھری۔

"یس۔" عمران نے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ملازم موجود ہے، یہ اسٹرانگ روم سیکشن کا انچارج ہے، اس کا نام مظفر بیگ ہے۔" سیکرٹری نے بتایا۔ اسکا پتہ اور حلیہ بتادیجیے۔" عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"عمر بتیس سال۔۔ گندمی رنگت۔۔۔ ناک پر کراس کی صورت زخم کا نشان۔۔ بال ہلکے گھنگریالے۔۔۔ آنکھوں کا رنگ بادامی، پانچ فٹ چھ انچ قد، سڈول جسم، رہائش 25 سٹلائٹ ٹاؤن۔" سیکرٹری نے فائل پڑھتے ہوئے بتایا۔

"تھینک یو یہ بتانے کی تو ضرورت نہیں کہ یہ گفتگو کسی تیسرے کے کانوں تک نہیں پہنچنی چاہیے۔" عمران نے کہا۔

"نہیں میں سمجھتا ہوں۔۔ مگر کیا اپنے طور پر پوچھ سکتا ہوں کہ مظفر بیگ کس جرم میں ملوث ہے۔" سیکرٹری نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔۔ بائی بائی۔" عمران نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

"یہ مظفر بیگ کہاں سے ٹپک پڑا۔" بلیک زیرو جواب تک خاموش بیٹھا تھا عمران کے ریسیور رکھتے ہی بول پڑا۔

"بس سمجھ لو کہ میں نے تمہارے باگوپ کا پتہ چلا لیا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پتہ چلا لیا ہے۔۔۔ کیا مطلب؟ کہاں ہے وہ؟ بلیک زیرو ششدر رہ گیا۔

"میری جیب میں۔" عمران نے کہا اور پھر ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

دوسری طرف کیپٹن شکیل تھا۔ عمران نے ایکسٹو کی حیثیت سے اسے مسٹر جوزف اور اس کی ساتھی کی نگرانی کی ہدایت دیں پھر اس سے رابطہ کاٹ کر اس نے صفدر کے نمبر ڈائل کیے۔

"صفدر سپیکنگ۔" دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔" صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔" عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔" صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"وزارت دفاع کے اسٹرانگ روم سیکشن ڈی کے انچارج مظفر بیگ کی مکمل نگرانی چاہتا ہوں۔ اسکی رہائش 25 سٹلائٹ ٹاؤن ہے۔ اور خاص پہچان یہ ہے کہ اس کی ناک پر کراس شکل میں زخم کا نشان موجود ہے۔' عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں صفدر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"او کے سر۔" صفدر نے جواب دیا۔

"اگر ضرورت پڑی تو دوسرے ممبران کو بھی کال کر لینا۔ میں انہیں الرٹ کر دوں گا۔" عمران نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

"بلیک زیرو! کیپٹن شکیل کے علاوہ دوسرے ممبران کو الرٹ کر دینا کہ صفدر انہیں کال کرے تو وہ فوراً حرکت میں آجائیں۔" عمران نے انتہائی

سنجیدگی سے بلیک زیرو سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"شائد آج رات ہی باگوپ سے بے گوپ بن جائے۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کر کمرے سے باہر جانے لگا۔

بلیک زیرو نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور ممبران کے نمبر ڈائل کر کے انہیں الرٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عمران اور مینجر کے جانے کے بعد چند لمحوں تک تو جوزف اور اینڈریا بت بنے بیٹھے رہے۔ عمران کی ٹائپ ان دونوں کے حلق سے نیچے نہیں اتر رہی تھی۔ پھر جوزف ایک طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ عمران مشکوک آدمی ہے۔ مجھے انتہائی چالاک اور عیار شخص معلوم ہوتا ہے۔" جوزف نے ہونٹوں پر دانت جماتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہارا اندازہ غلط معلوم ہو رہا ہے۔ یہ ان بے شمار احمقوں میں سے ایک معلوم ہوتا ہے جو ایشیائی ملکوں میں بستے ہیں۔ بے وقوف جو شائد صرف دیکھنے اور متوجہ کرنے کے لیے یہاں تک دوڑا چلا آیا۔" اینڈریا نے جواب دیا۔

جوزف کچھ دیر کھڑا سوچتا رہا۔ پھر اس نے کمرے کا دروازہ کھول کر ادھر ادھر دیکھا۔ گیلری سنسان پڑی تھی۔ اس کی آنکھوں میں اطمینان کی جھلکیاں ابھر آئیں۔ اس نے دروازہ اچھی طرح بند کیا۔ ایک کاغذ گول کر کے اسے کی ہول میں پھنسا دیا۔ اور اپھر اطمینان سے چلتا ہوا الماری میں رکھے ہوئے سوٹ کیس کی طرف بڑھ گیا۔

سوٹ کیس کھول کر اس نے اس میں موجود تمام چیزیں نکال کر باہر رکھ دیں اور پھر سوٹ کیس کے پیندے کو ایک مخصوص جگہ سے دبایا۔ پیندا کسی ڈھکن کی ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ دوسرے خانے میں ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا ڈائل گھمانا شروع کر دیا۔ جب سوئی ایک مخصوص نمبر پر پہنچی تو اس نے بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ پھر ٹرانسمیٹر پر موجود چھوٹا سا بلب جل اُٹھا اور دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"ٹیلی سٹار انفرمیشن اوور"

"باگوپ سپیکنگ اوور"۔۔۔۔ جوزف نے بھرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ ایسا لہجہ جس میں غراہٹ بھی شامل تھی۔

"یس باس اوور"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے آواز یکدم مؤدبانہ ہو گئی۔

"پاکیشیا کے انٹیلی جنس ڈائریکٹر سر رحمان کے لڑکے علی عمران کے متعلق رپورٹ چاہیے۔ جو سپرنٹنڈنٹ انٹیلی جنس فیاض کے ساتھ کام کرتا ہے اور بظاہر انتہائی احمق معلوم ہوتا ہے اوور۔" جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس۔۔۔ میں چند منٹ بعد آپ کو کال کروں گا اوور"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"میں انتظار کر رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔۔ جوزف نے کہا اور پھر بٹن آف کر دیا۔

"تم خوا مخواہ وہم میں پڑ گئے ہو جوزف۔۔۔ وہ انٹیلی جنس ڈائریکٹر کا بیٹا ضرور ہو گا مگر ہے عقل سے خالی"۔۔۔۔۔۔ اینڈریا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش رہو۔۔۔ کسی تبصرے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ میری نظریں دھوکہ نہیں کھا سکتیں۔" جوزف نے جو در حقیقت باگوپ تھا، اس بار انتہائی سخت لہجے میں اینڈریا کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ اینڈریا اس کا لہجہ بدلتے دیکھ کر سہم سی گئی۔

باگوپ پریشانی کے عالم میں ادھر اُدھر ٹہلتا رہا۔ اسے شدت سے ٹیلی سٹار کی طرف سے رپورٹ کا انتظار تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ ٹیلی سٹار کے پاس عمران کے متعلق مکمل معلومات ہوں گی۔ ٹیلی سٹار مجرموں کی بین الاقوامی تنظیم تھی۔ جس میں انفرمیشن کا وسیع شعبہ موجود تھا۔ اس شعبے میں جرائم کی دنیا سے تعلق رکھنے والے چھوٹے اور بڑے سے بڑے شخص کے متعلق معلومات موجود ہوتی تھیں۔ اور چونکہ باگوپ اس تنظیم کی سنٹرل کمیٹی کا رکن تھا اس لئے وہ ٹیلی سٹار سے ہر قسم کی معلومات فوری طور پر حاصل کرنے کا حق رکھتا تھا اور سنٹرل کمیٹی کا رکن ہونے کی وجہ سے تنظیم میں باس کہہ کر پکارا جاتا تھا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد ٹرانسمیٹر کا سرخ بلب خود بخود جل اُٹھا اور اس میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ باگوپ نے لپک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

"یس باگوپ سپیکنگ اوور"

"ٹیلی سٹار انفرمیشن اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے اوور"۔۔۔۔ باگوپ کے لہجے میں ہلکی سی سختی تھی۔

"باس۔۔۔! پاکیشیا کا علی عمران دنیا کا خطرناک ترین جاسوس شمار ہوتا ہے، بیشمار نامی گرامی مجرموں کی گردنیں توڑ چکا ہے۔ بظاہر انتہائی احمق اور قطعی بے ضرر قسم کا شخص دکھائی دیتا ہے مگر حقیقت میں انتہائی خوفناک حد تک ذہین، چالاک اور عیار ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی امداد بھی کرتا ہے۔ اس سے انتہائی چوکنا رہنے کی ضرورت ہے اوور"۔۔۔۔۔ ٹیلی سٹار نے عمران کے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا رہائشی پتہ معلوم ہے اوور"۔۔۔۔ باگوپ نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ یہ کنگ روڈ کے فلیٹ بارہ میں رہتا ہے۔ مگر وہاں اس کا ہر وقت دستیاب ہونا مشکل ہے اوور"۔۔۔۔ ٹیلی سٹار کی طرف سے جواب دیا گیا۔

"او کے۔۔۔ تھینک یو اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ باگوپ نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اُسے دوبارہ سوٹ کیس کے خفیہ خانے میں رکھ دیا۔ پھر اس نے سامان واپس سوٹ کیس میں رکھا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں شدید الجھن کے آثار نمایاں تھے۔

"میں اپنی رائے پر معافی چاہتی ہوں۔ واقعی تمہاری نظریں بہت دور تک دیکھ سکتی ہیں۔" اینڈریا نے جھینپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو اینڈریا۔۔۔۔ ہمیں فوراً یہ کمرہ چھوڑنا ہو گا"۔۔۔۔۔ باگوپ نے اس کی بات پر تبصرہ کرنے کی بجائے کہا اور اینڈریا بجلی کی تیزی سے اُٹھ کر سامان سمیٹنے میں مصروف ہو گئی۔ چند ہی لمحوں میں وہ تیار ہو گئے۔ باگوپ نے اپنا اور اینڈریا کا سوٹ کیس سنبھال رکھا تھا۔

وہ دونوں کمرے کے سے نکل کر لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچے اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔ کاؤنٹر مین نے اتنی جلدی کمرہ چھوڑنے پر حیرت کا اظہار کیا مگر ظاہر ہے انہیں وہ روک تو نہیں سکتا تھا۔ باگوپ نے ہوٹل سے باہر آ کر ایک ٹیکسی روکی اور پھر اُسے ہوٹل سی ویو چلنے کے لیے کہا۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے انہیں ہوٹل سی ویو میں ڈراپ کر دیا۔ یہ ہوٹل چونکہ شہر سے کافی فاصلے پر تھا اس لئے اس میں کمرے ہر وقت مل جاتے تھے۔ چنانچہ انہیں بھی تھرڈ فلور پر کمرہ مل گیا اور پورٹر نے ان کا سامان کمرہ نمبر گیارہ میں پہنچا دیا۔

باگوپ نے اپنی فطرت کے مطابق پورے کمرے کی تلاشی لی کہ کہیں کوئی خفیہ مائیکروفون یا کیمرہ موجود نہ ہو۔ حالانکہ اُسے معلوم تھا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ابھی وہ براہ راست مقابلے میں نہیں آیا تھا۔ مگر پھر بھی وہ اپنی فطرت کے ہاتھوں مجبور تھا۔

"کیوں نہ مظفر بیگ کو یہیں بلوا لیں"۔۔۔۔؟ اینڈریا نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔ میں اسے اپنا ٹھکانہ نہیں دکھانا چاہتا۔ اور دوسری بات کہ ہو سکتا ہے کہ وہ مشکوک ہو گیا ہو اور اس کی نگرانی ہو رہی ہو"۔۔۔۔ باگوپ نے کہا۔

"پھر تو ہمارا وہاں جانا بھی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے"۔۔۔۔۔۔ اینڈریا نے اس پہلو پر سوچتے ہوئے کہا۔

"فکر نہ کرو۔۔۔۔ میں نے سب پروگرام بنالیا ہے۔ اگر یہ عمران میرے راستے میں آیا تو اسے بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس کا مقابلہ باگوپ سے ہے۔ جو اپنے دشمن کو حقیر مکھی کی طرح مسل دیتا ہے"۔۔۔۔ باگوپ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد باگوپ نے ٹیلیفون پر کاؤنٹر مین سے ٹیکسی منگوانے کے لیے کہا اور جب ٹیکسی آنے کی اطلاع ملی تو وہ دونوں اُٹھ کر کمرے سے باہر آ گئے اور چند لمحوں بعد ان کی ٹیکسی انہیں ہوٹل گلریز میں لے آئی۔

باگوپ بے حد چوکنا تھا مگر اُسے کہیں بھی کوئی مشکوک آدمی نظر نہیں آیا۔

مظفر بیگ نے ہوٹل فائیو سٹار کے گیم روم میں انہیں یہیں ملنے کے لئے کہا تھا چنانچہ ٹھیک وقت پر انہوں نے ساتویں منزل کے کمرہ نمبر ۵ پر دستک دی۔ دروازہ فوراً ہی کھل گیا اور وہ دونوں تیزی سے اندر داخل ہو گئے۔

"آپ بالکل صحیح وقت پر آ گئے"۔۔۔۔ مظفر بیگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔ مگر اب وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ مجھے کام دو اور اپنی رقم سنبھالو"۔۔۔ باگوپ نے سخت لہجے میں کہا۔

"رقم آپ لے آئے ہیں"۔۔۔۔۔ مظفر بیگ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ریسیور پر شراب کا آرڈر دے دیا۔

"ہاں۔۔۔ رقم اس بیگ میں ہے"۔۔۔۔۔۔ باگوپ نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بیگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

مظفر بیگ نے کوٹ کی اندرون جیب سے ایک لفافہ نکالا اور باگوپ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہ لیجئے آپ کا کام بھی مکمل ہے"۔

باگوپ نے جھپٹ کر لفافہ اس کے ہاتھ سے لیا اور پھر اس میں سے کاغذات نکال لئے۔ یہ تین چار فوٹو کاپیاں تھیں۔ باگوپ چند لمحے بغور انہیں دیکھتا رہا۔ پھر اس نے سر اُٹھا کر مظفر بیگ سے پوچھا۔

"یہ تو کوڈ ورڈز میں ہیں۔"

"جی ہاں۔۔ ایسی فائلیں ہمیشہ کوڈ ورڈز میں ہوتی ہیں۔" مظفر بیگ نے اطمینان سے جواب دیا۔

"مگر یہ کوڈ تو کچھ نئی قسم کا ہے۔ ایسا کوڈ میری نظر سے پہلے کبھی نہیں گذرا۔" باگوپ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔۔ ہر ملک کا کوڈ اپنا ہوتا ہے۔" مظفر بیگ نے جواب دیا۔

"اور اس کوڈ کی "کی" کہاں ہے؟" باگوپ نے کہا۔

"کی" اسٹرانگ روم میں نہیں ہوتی۔ وہ کہیں اور رکھی جاتی ہے اور اس کا علم سوائے سیکرٹری وزارت دفاع کے اور کسی کو نہیں ہے۔" مظفر بیگ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔ تم نے اپنا کام کر دیا ہے۔ اس لئے تم رقم کے حقدار ہو۔ یہ بیگ سنبھال لو۔" باگوپ نے لفافہ جیب سے میں رکھتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔ مظفر بیگ نے دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر ویٹر تھا۔ اس نے ٹرے میں رکھے ہوئے جام ان کے سامنے رکھے اور پھر واپس مڑ گیا۔ باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کیا تو باگوپ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے اس کی چٹخنی لگانی چاہی مگر اس کا ہاتھ اٹھا کا اٹھا رہ گیا۔ اسے احساس ہوا کہ کوئی شخص پنجے کے بل چلتا ہوا دروازے کے سامنے رکا۔ اس نے بڑی آہستگی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور اب اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا ریوالور اس نے نالی کی طرف سے پکڑا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے ایک زوردار جھٹکے سے دروازہ کھولا اور اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس آدمی کی کھوپڑی پر پڑا جو کی ہول سے آنکھ لگاتے ہوئے کھڑا تھا۔

ریوالور کا دستہ مارتے ہی باگوپ نے ایک جھٹکے سے اسے کمرے کی اندر کھینچ لیا۔ وہ آدمی بے ہوش ہو چکا تھا۔ باگوپ نے دروازہ کھول کر ایک نظر باہر ڈالی اور پھر چٹخنی لگا کر اندر آ گیا۔

بے ہوش آدمی قالین پر پڑا ہوا تھا۔ اور مظفر بیگ اور اینڈریا دونوں حیرت سے بُت بنے اسے دیکھ رہے تھے۔

باگوپ نے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالی تو چونک پڑا۔

"او یہ تو ہوٹل فائیو اسٹار سے ہمارے تعاقب میں ہے۔" باگوپ نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟" اینڈریا نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے ہوٹل فائیو اسٹار کے کمپاؤنڈ گیٹ پر اس کی شکل دیکھی تھی۔ پھر سب ہم ایک دوسرے ہوٹل کے کمرے سے نکلے تھے تو یہ بھی لفٹ سے باہر آیا تھا۔ اس وقت میں نے خیال نہیں کیا تھا۔" باگوپ نے کہا۔

"اب کیا ہو گا؟" مظفر بیگ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ خوف کے مارے اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

"گھبراؤمت۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔" باگوپ نے مسکراتے ہوئے کہااور پھر اس نے میز پر پڑا ہوا پانی کا جگ اٹھا کر بے ہوش شخص جو کیپٹن شکیل تھا کے چہرے پر الٹ دیا۔

پانی پڑتے ہی کیپٹن شکیل کسمسایااور دوسرے لمحے اس نے آنکھیں کھول دیں۔ باگوپ نے اس کی کنپٹی سے ریوالور کی نال لگاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"خبر دار۔۔اگر حرکت کی تو بے آواز گولی کھوپڑی میں اتار دونگا۔"

کیپٹن شکیل خاموش پڑا رہا۔ ہوش میں آنے کے چند لمحوں بعد تک تو اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات ابھرے تھے مگر اب وہ مطمئن تھا۔

"تمہیں کس نے میرے پیچھے لگایا ہے۔؟" باگوپ نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے میرے دوست۔۔ میں تمہارے پیچھے نہیں بلکہ تمہاری ساتھی کے پیچھے یہاں آیا ہوں۔" کیپٹن شکیل نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب؟" باگوپ کیساتھ ساتھ اینڈریا بھی چونک پڑی۔ وہ بھی لیڈیز ریوالور ہاتھ میں پکڑی کھڑی تھی۔

"بس اپنی اپنی طبیعت ہے۔ مجھے تمہاری ساتھی پسند آ گئی چنانچہ میں اس کے پیچھے یہاں تک آ گیا کہ شائد لفٹ مل جائے۔" کیپٹن شکیل نے اس طرح مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اس کی نظریں سامنے کھڑی اینڈریا پر جم گئی تھیں۔

"تم مجھے ڈاج دینے کی کوشش کر رہے ہو۔ ٹھیک ہے پھر چھٹی کرو۔" باگوپ نے دانت بھینچتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ بڑھانا چاہا مگر اسی لمحے کیپٹن شکیل بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور باگوپ کے ہاتھ سے ریوالور نکلتا چلا گیا۔ اینڈریا نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور سے گولی چلانی چاہی مگر عین اسی لمحے مظفر بیگ نے پوری قوت سے اس کے ہاتھ پر ریوالور مارا اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ اب مظفر بیگ کے ہاتھ میں بھی ریوالور چمک رہا تھا۔

"خبر دار اگر کسی نے حرکت کی۔" مظفر بیگ نے بدلی ہوئی آواز میں کہا اور کیپٹن شکیل نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور مظفر بیگ نے اسے آنکھ ماری کیپٹن شکیل مسکرا دیا۔ مظفر بیگ کے روپ میں عمران وہاں موجود تھا۔

باگوپ کا ریوالور کیپٹن شکیل کے ہاتھ میں تھا اور وہ خالی ہاتھ کھڑا یوں پلکیں جھپکا رہا تھا جیسے الو کو کسی نے پکڑ کر دھوپ میں بٹھا دیا ہو۔ اینڈریا بھی خاموش کھڑی تھی۔ اس کے چہرے پر الجھن کے آثار نمایاں تھے۔

"تشریف رکھیے مسٹر جوزف۔ آپ نے مجھے معافی نہیں دی تھی۔ اس لئے مجھے دوبارہ آنا پڑا۔" عمران نے باگوپ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور باگوپ اس کی بات سن کر یوں اچھلا جیسے اس کے پیر میں بچھونے کاٹ لیا ہو۔

"تم۔۔ علی عمران۔۔" اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں مسٹر جوزف عرف باگوپ میں وہی علی عمران ایم۔ایس۔سی۔ڈی۔ایس۔سی آکسن۔ہی ہوں۔ جسے آپ نے معافی نہیں دی تھی۔ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ باگوپ کچھ کہتا دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

"کون ہے؟" عمران نے مظفر بیگ کی آواز میں پوچھا۔

"ویٹر سر۔" دروازے کے باہر سے آواز سنائی دی۔

"دروازہ کھول دو کیپٹن شکیل اپنا صفدر یار ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کیپٹن شکیل سے کہا۔

کیپٹن شکی تیزی سے دروازے کی طرف مڑا۔ اور عین اسی لمحے اینڈریا بجلی کی سی تیزی سے اچھلی اور اس نے پوری قوت سے لات عمران کے اس ہاتھ پر ماری جس میں اس نے ریوالور تھام رکھا تھا۔ مگر مقابل میں عمران تھا۔ وہ تیزی سے پہلو بچا گیا۔

اور عین اسی لمحے باگوپ نے بھی یکدم چھلانگ لگائی اور وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا دروازے پر موجود کیپٹن شکیل اور ویٹر سے ٹکرایا اور وہ تینوں دروازے سے باہر جا گرے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے وہ تیزی سے دوڑتا ہوا سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں اس کے تعاقب میں دوڑے۔

ادھر جیسے ہی عمران نے اینڈریا کا وار بچایا۔ اسی لمحے اس کی توجہ باگوپ کی طرف ہو گئی جس نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی تھی۔ اینڈریا نے اسی موقع کا فائدہ اٹھا اور وہ اچھل کر عقبی کھڑکی پر پہنچ گئی۔

"خبر دار۔" عمران تیزی سے اس کی طرف مڑا۔ مگر وہ تو دوسرے لمحے کھڑکی سے یوں غائب ہو گئی جیسے ہوا میں تحلیل ہو گئی ہو۔

عمران دوڑ کر کھڑکی کی طرف بڑھا اور اس نے کھڑکی کی چوکھٹ پکڑ کر نیچے جھانکا دوسرے لمحے اس کے منہ سے طویل سانس نکل گئی۔ کھڑکی کے ساتھ ہی فلش پائپ نیچے جا رہا تھا۔ اور اینڈریا اس پائپ سے چمٹی بجلی کی سی تیزی سے نیچے کھسکتی جا رہی تھی۔ جب عمران نے اسے دیکھا تو وہ ساتویں سے تیسری منزل تک پہنچ چکی تھی۔

عمران اگر چاہتا تو یہیں سے اسے نشانہ بنا سکتا تھا مگر اس نے کچھ سوچ کر اپنا ہاتھ روک لیا اور کمرے کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باگوپ تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا چھٹی منزل پر آیا اور پھر مزید نیچے اترنے کی بجائے وہ چھٹی منزل کی راہداری میں مڑ گیا۔

جیسے ہی وہ راہداری میں مڑا اسی لمحے اس نے ایک نوجوان لڑکی کو ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر جاتے دیکھا۔ ابھی لڑکی اندر داخل ہو کر دروازہ بند کرنے کے لئے مڑی ہی تھی کہ باگوپ لپک کر اندر داخل ہو گیا۔ لڑکی نے احتجاج کرنا چاہا مگر باگوپ کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور لڑکی کی کنپٹی پر

مکا کھا کر بغیر کوئی آواز نکالے قالین پر جا گری۔ باگوپ نے فوراً دروازہ بند کر کے کی ہول سے آنکھ لگا لی۔ اسی لمحے اس نے کیپٹن شکیل اور ویٹر کو سیڑھیاں اتر کر چھٹی منزل پر آتے دیکھا۔ انہوں نے ایک نظر چھٹی منزل کی راہداری پر ڈالی اور پھر ویٹر تو تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ جبکہ کیپٹن شکیل لفٹ کے کھلے دروازے میں داخل ہو گیا۔

ان کے جانے کے بعد باگوپ اطمینان کی سانس لیکر مڑا اور پھر اسنے لڑکی کی طرف ایک نظر دیکھا۔ لڑکی قالین پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ باگوپ تیزی سے باتھ روم میں گھس گیا۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال کر اس میں موجود سیال ہاتھوں پر ڈال کر چہرے پر ملنے لگا۔ اس کے ہاتھ انتہائی تیزی سے چل رہے تھے۔ چند ہی لمحوں بعد اس کے چہرے پر مومی ٹکڑے اکھڑنے لگے۔ وہ ان مومی ٹکڑوں کو اکٹھا کرتا چلا گیا۔

سب مومی ٹکڑے اتار کر اس نے دوبارہ مختلف انداز پر چہرے پر جمانا شروع کر دیئے۔ مومی ٹکڑا چہرے پر جما کر وہ ہاتھ سے مخصوص انداز میں تھپکی دیتا اور پھر دوسرا ٹکڑا جمانے میں مصروف ہو جاتا۔

تقریباً پانچ منٹ کے قلیل عرصے میں وہ ٹکڑوں کو مختلف انداز میں چپکا چکا تھا۔ اب اس کے چہرے کی ساخت پہلے کی نسبت قطعی بدل چکی تھی۔ اس نے ہونٹوں پر موجود گھنی مونچھیں اتار کر جیب میں ڈال لیں اور سر پر موجود وگ الٹ کر پہن لی۔ اب اس کے بالوں کا رنگ سنہرا ہونے کی بجائے گہرا سیاہ ہو گیا تھا۔ چہرے پر بالوں کی ساخت بدلنے کے بعد باگوپ نے اپنا کوٹ اتار کر الٹ کر پہن لیا اور یہی حشر اس نے اپنی پتلون کیساتھ کیا۔ اب اس کی پتلون اور کوٹ دونوں کا رنگ بدل چکا تھا۔

اس حلیے اور لباس میں دیکھ کر کوئی محسوس بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ چند لمحے پہلے والا باگوپ ہے۔

باتھ روم سے باہر نکل کر وہ کمرے میں آیا۔ لڑکی ابھی تک قالین پر بے ہوش پڑی تھی اس نے لڑکی کو اٹھا کر بستر پر ڈال اور اس پر لحاف ڈال کر وہ دروازہ کھول کر باہر راہداری میں آ گیا۔ اور پھر نیچے آنے کی بجائے وہ دوبارہ ساتویں منزل کو جانے والی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ اسے اینڈریا کی فکر تھی کہ شاید وہ ابھی تک عمران کے پنجے میں پھنسی ہوئی ہے۔

جب وہ ساتویں منزل پر پہنچا تو اس نے کمرہ نمبر پندرہ کا دروازہ کھلا دیکھا۔ کمرہ بالکل خالی تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی جا چکے تھے۔ اینڈریا بھی غائب تھی۔ ایک نظر کمرے پر ڈال کر وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

چند ہی لمحوں بعد وہ ہال میں پہنچ گیا تھا۔ اسے وہاں کہیں بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کی شکل دکھائی نہ دی۔ وہ اطمینان سے چلتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

"مجھے ایک کمرہ چاہیے۔" اس نے کاؤنٹر مین سے کہا کاؤنٹر مین نے رجسٹر اس کی طرف بڑھا دیا۔

چند ہی لمحوں بعد وہ اسی ہوٹل کے ایک کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔ ایسا اس نے اس لئے کیا تھا کہ وہ جانتا تھا عمران اور اس کے ساتھ اسے تمام شہر میں تو ڈھونڈ لیں گے مگر انہیں یہ خیال نہیں آ سکتا کہ وہ اسی ہوٹل میں موجود ہو گا۔

کمرے کی احتیاط سے تلاشی لینے کے بعد اس نے اپنے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں کھینچا۔ فوراً ہی ڈائل پر سرخ رنگ کا ایک نقطہ چمکنے لگا۔ وہ خاموشی سے اس نقطے کو دیکھتا رہا۔ چند لمحوں بعد سرخ نقطہ سبز رنگ میں بدل گیا اور اس نے گھڑی کو منہ سے لگا لیا۔

"ہیلو جوزف سپیکنگ اوور۔" اور کہہ کر اس نے گھڑی کو کان سے لگا لیا۔

"اینڈریا سپیکنگ دس اینڈ اوور۔" دوسری طرف سے اینڈریا کی مدھم سی آواز سنائی دی۔ اور باگوپ کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے۔

مومی میک اپ میں یہ خصوصیت تھی کہ چہرے پر ابھرنے والی نفسیاتی کیفیات کو بھی باقاعدگی سے اجاگر کر دیتا تھا۔ اس لئے اس کا پہچان لیا جانا ناممکنات میں شامل تھا۔

"اینڈریا کیا پوزیشن ہے اوور؟" باگوپ نے پوچھا۔

"میں کھڑکی کے راستے فرار ہو گئی تھی۔ اسی وقت ایک کالونی میں پے رنگ گیسٹ کے طور پر موجود ہوں اوور۔" اینڈریا نے جواب دیا۔

"بہت خوب۔۔۔ میں بھی انہیں ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ اور اس وقت اسی ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود ہوں۔ اوور۔" باگوپ نے بتایا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے۔۔ اوور۔" اینڈریا نے پوچھا۔

"میں اب براہ راست اسٹرانگ روم پر کام کرونگا۔ تم کل شام نیشنل پارک میں ملو۔ کوڈ باگوپ اوور اینڈ آل۔" باگوپ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

اس نے ریسیور اٹھا کر ویٹر کو کافی لانے کے لئے کہا اور جیب سے شہر کا نقشہ نکال کر اپنے سامنے کھول لیا۔ اور اس نقشے کو بغور دیکھا رہا تھا کہ چند لمحوں بعد ویٹر نے دروازے پر دستک دی۔ باگوپ نے دروازے پر سے ہی اس سے برتن لے لئے اور دروازہ دوبارہ بند کر دیا۔

اب کافی پینے کے ساتھ ساتھ وہ دفاع کے اسٹرانگ روم پر چھاپہ مارنے کی منصوبہ بندی پر غور کر رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عمران جب آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو ریسیور کانوں سے لگائے کسی ممبر کی رپورٹ سن رہا تھا۔ عمران نے جس وقت کرسی سنبھالی اسی وقت بلیک زیرو نے ریسور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کون تھا؟" عمران نے پوچھا۔

"کیپٹن شکیل رپورٹ دے رہا تھا۔ باگوپ انہیں کہیں بھی نظر نہیں آیا۔" بلیک زیرو نے بتایا۔

"وہ نظر آ بھی نہیں سکتا۔ کیپٹن شکیل کو اب نظر کی عینک لگا لینی چاہیے۔" عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ویسے ہے تو حیرت کی بات کہ وہ اچانک غائب ہو گیا ہے۔" بلیک زیرو الجھے ہوئے لہجے میں بولا۔

"بلیک زیرو! یہاں بیٹھے بیٹھے تمہارے ذہن کو بھی زنگ لگتا جا رہا ہے۔ تم نے باگوپ کی فائل میں کیا پڑھا ہے کہ وہ میک اپ کا ماہر ہے اور آج تک کسی نے بھی اصلی شکل میں نہیں دیکھا۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر عمران صاحب! کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اترتے اترتے تو میک اپ تبدیل نہیں ہو جاتا۔" بلیک زیرو بھی باقاعدہ بحث پر اتر آیا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ اسی ہوٹل کے کسی کمرے میں گھس گیا ہو اور میک اپ بدل کر باہر نکلا ہو۔" عمران نے دلیل دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔ ایسا ہو سکتا ہے۔" بلیک زیرو نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"سب کچھ ہو سکتا ہے صرف ذہن استعمال کرنے کی بات ہے۔" عمران نے کہا اور پھر ٹیلیفون اپنی طرف گھسیٹتے ہوئے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ٹائیگر سپیکنگ۔" دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران سپیکنگ۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔" ٹائیگر کا لہجہ اس بار مؤدبانہ تھا۔

"ٹائیگر۔۔ وزارت دفاع کے اسٹرانگ روم کے چوکیداروں میں شامل ہو جائے اور سب سے چوکنا رہنا۔ ہو سکتا ہے کہ کبھی وہاں حملہ ہو۔" عمران نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"حملہ کی وضاحت کر دیجئے تو کام میرے لئے زیادہ آسان ہو جائے گا۔" ٹائیگر جھجکتے ہوئے بولا۔

"کوئی شخص اسٹرانگ روم سے فائل حاصل کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ رات کو۔۔۔ اگر ایسا ہو تو تم نے نا صرف اسے اس کے ارادے میں ناکام بنانا ہے بلکہ اگر وہ ہاتھ نہ آسکے تو اس کی نگرانی ضروری ہے"۔۔۔ عمران سے اُسے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب۔۔۔ میں ابھی چوکیداروں میں شمولیت کے لیے کام شروع کر دیتا ہوں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کسی ایسے شخص کی جگہ لینا جو پوری عمارت کے گرد راؤنڈ لگاتا ہو۔ تاکہ مکمل نگرانی ہو سکے"۔ عمران نے اُسے مزید سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔۔۔ میں خیال رکھوں گا"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے"۔۔۔ عمران نے کہا اور ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کیا نگرانی کے لئے اکیلا ٹائیگر کافی ہے"۔۔۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میں نے تو فقط ما تقدم کے طور پر ایسا کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ فائل حاصل کرنے کے لیے کوئی اور ذریعہ ڈھونڈے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"مگر اب ہم باگوپ کے متعلق تو اندھیرے میں ہیں۔ اسے کیسے ٹریس کیا جائے"؟ بلیک زیرو نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"یہی تو مسئلہ ہے کہ وہ اکیلا کام کرنے کا قائل ہے۔ اس لئے جب تک کوئی واردات نہ کرے اس کا ٹریس کرنا مشکل ہے۔۔۔ مگر ٹھہرو"۔۔۔ عمران نے اچانک چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ریسرچ سنٹر"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف بولنے والی کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا۔

"دو گھنٹے قبل سے دارالحکومت میں جتنی وائرلیس ٹرانسمیٹر کالیں ریکارڈ کی گئی ہیں ان میں کوئی خاص بات"۔۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔۔۔ ابھی میرے پاس رپورٹ آئی ہے۔ میں آپ کو کال کرنے والی ہی تھی۔" ریسرچ سنٹر انچارج نے کہا۔

"مختصر بات کرو۔ تمہید کی ضرورت نہیں"۔۔۔۔ عمران نے یکدم خفت لہجے میں اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"ب۔۔۔ بہتر باس۔۔۔! تقریباً دو گھنٹے قبل ایک ٹرانسمیٹر کال کیچ کی گئی ہے۔ جس میں باقاعدہ کوڈ کی بات کی گئی ہے"۔۔۔ انچارج نے کہا۔

"وضاحت کرو"۔۔۔ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کال میں جو ایک مرد اور عورت کے درمیان تھی کوڈ باگوپ کہا گیا ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب ملا۔

"اوہ۔۔۔ کیا یہ کال ریکارڈ کر لی گئی ہے"۔۔۔۔؟ عمران نے چونک کر کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب ملا۔

"ٹیلیفون پر کال سنواؤ جلدی"۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"بہتر سر۔۔۔ ایک منٹ ویٹ کیجئے"۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔اور پھر چند منٹ بعد آواز دوبارہ سنائی دی۔

"کال نشر کروں جناب"۔۔۔۔؟

"ہاں"۔۔۔۔۔ عمران نے مختصر سے لہجے میں جواب دیا۔

دوسرے لمحے ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور باگوپ اور اینڈریا کے درمیان ہونے والی بات چیت سنائی دینے لگی۔

"ہیلو۔۔۔ جوزف سپیکنگ اوور"۔۔۔ مردانہ آواز ابھری۔

"اینڈریا سپیکنگ دس اینڈ اوور"۔۔۔ نسوانی آواز ابھری۔

"اینڈریا کیا پوزیشن ہے اوور"۔۔۔۔ جوزف نے پوچھا۔

"میں کھڑکی کے راستے فرار ہو گئی تھی۔اس وقت ایک کالونی میں پے رنگ گیسٹ کے طور پر موجود ہوں اوور۔" اینڈریا نے جواب دیا۔

"خوب۔۔ بہت خوب۔۔ میں بھی انہیں ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا ہوں اور اس وقت اسی ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود ہوں۔اوور۔" جوزف نے جواب دیا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے اوور؟" اینڈریا نے پوچھا۔

"میں اب براہ راست اسٹرانگ روم پر کام کروں گا۔تم کل شام نیشنل پارک میں ملو۔ کوڈ باگوپ۔اوور اینڈ آل۔" جوزف کی طرف سے جواب ملا اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز اور ٹیپ بند ہو گیا۔

"ہیلو۔" عمران نے ٹیپ بند ہوتے ہی کہا۔

"یس سر۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"دونوں ٹرانسمیٹرز کی فریکونسیز نوٹ کراؤ۔" عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مردانہ آواز کی فریکونسی نارتھ ایسٹ چھبیس سائیکل زورو ون۔اور زنانہ آواز کی فریکونسی ساؤتھ ایسٹ الیون سائیکل ڈبل زیرو۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے۔اب ان فریکونسیز پر خصوصی توجہ کی جائے اور رپورٹ باقاعدہ کی جائے۔" عمران نے کہا۔

"اوکے سر۔" دوسری طرف سے جواب ملا۔

اور عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

"لو طاہر میرا اندیشہ درست نکلا۔اب باگوپ براہ راست اسٹرانگ روم سے نکلنے کا پروگرام بنا رہا ہے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر سر اسٹرانگ روم پر حملے سے پہلے ہی انہیں کیوں نہ کور کر لیا جائے۔" بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا خیال ہے۔ہوٹل میں موجود ہر گاہک کا میک اپ چیک کراؤ گے۔اور پھر کیا یہ ضروری ہے کہ وہ رات تک ہوٹل کے کمرے میں ہی موجود رہے۔" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"پھر نیشنل پارک کو ہی کور کیا جا سکتا ہے۔" بلیک زیرو نے قدرے جھینپتے ہوئے کہا۔

"مگر نیشنل پارک میں شام کو تقریباً چھ سات جوڑے موجود ہوں گے۔۔ ایسا کرنا کہ وہاں مقابلہ حسن کا اعلان کرا دینا۔جو مقابلہ جیت جائے بس اسے پکڑ لینا۔کیوں ایسا ہی کرو گے نا۔" عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

بلیک زیرو پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔۔ وہ خاموش ہو گیا۔

"سنو بلیک زیرو۔۔ اپنا ذہن تیز رکھو۔ہمارا مقابلہ انتہائی شاطر اور خطرناک مجرم سے ہے اور مجھے اس بات میں بھی شبہ ہے کہ اس کا مشن صرف فائل حاصل کرنا ہے۔اب ہمیں پوری توجہ اسٹرانگ روم پر دینی ہے۔تم تمام ممبران کو الرٹ کر دو۔میں سیکرٹری وزارت دفاع سے بات کر کے تمام پروگرام بنا لوں گا اور اس انداز میں ہم اسٹرانگ روم کو کور کریں گے۔مجرم کو اس بار بچ کر نہیں جانا چاہیے۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب۔" بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں اس آپریشن کی نگرانی کروں گا۔تم نے جنرل چیکنگ کرنی ہے۔" عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وزارت دفاع کا اسٹرانگ روم دفاتر سے ہٹ کر ایک علیحدہ بلڈنگ میں تھا۔چونکہ یہاں اہم دفاعی فائلیں موجود رہتی تھیں اس لئے اس عمارت پر پہرے کا انتہائی سخت اور جدید نظام قائم کیا گیا تھا۔عمارت کے اندرونی حصوں کو مکمل طور پر جدید ترین شعاعوں سے کور کر رکھا تھا بیرونی طرف تقریباً ایک سو کے قریب تربیت یافتہ فوجی چوکیدار موجود رہتے تھے۔جن کے ہاتھوں میں ٹامی گنیں تھیں اور وہ ایک قطار کی صورت میں مسلسل عمارت کے گرد راؤنڈ لگاتے رہتے تھے۔ان کی قطار کچھ اس طرح مرتب کی گئی تھی کہ ان کا درمیانی وقفہ تقریباً تین فٹ رہتا تھا۔اور چونکہ وہ مسلسل گردش میں رہتے تھے اس لئے ان کے درمیان میں سے کسی چیز کا گزرنا ناممکنات میں سے تھا۔اس کے علاوہ چاروں کونوں پر مستقل چوکیدار رہتے تھے۔عمارت کی چھت کے چاروں کونوں پر طاقتور سرچ لائٹیں نصب تھیں جو مسلسل گردش کرتی رہتی تھیں اس لئے ایک چڑیا بھی سپاہیوں کی نظر

سے بچ کر عمارت تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔

رات کے دس بج چکے تھے۔ عمران عمارت سے تھوڑے سے فاصلے پر ایک دیوار کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران جولیا کے علاوہ اس طرح عمارت کے گرد اہم پر موجود تھے۔ وہ سب کمپاؤنڈ وال کے ساتھ ساتھ موجود تھے۔ ٹائیگر راؤنڈ کرنے والے سپاہیوں کے ساتھ تھا۔ عمران نے مکمل ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ عمارت کی بنیادوں میں ایسا میٹریل لگایا گیا تھا کہ اسے کسی بھی صورت میں نقب نہیں لگائی جاسکتی تھی۔ اس لئے عمران ہر طرف سے مطمئن تھا کہ باگوپ عمارت سے فائل حاصل کرنے کا جو پروگرام بنائے نتیجہ اس کی گرفتاری یا موت کی صورت میں ہی نکلے گا۔

رات کے دس بجے کے بعد جبکہ ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ عمران کے حساس کانوں میں ہلکی سی سرسراہٹ کی آواز سنائی دی۔ عمران چونک پڑا دوسرے لمحے اس کی نظر ایک سیاہ ڈبے پر پڑی جو سائیں کی آواز نکالتا آسمان کی طرف بلند ہوتا چلا جارہا تھا۔ عمران کی نظریں اس ڈبے پر جم سی گئیں۔ ڈبہ پہلے تو سیدھا آسمان کی طرف بلند ہوتا چلا گیا۔ پھر نیچے گرتا ہوا عین عمارت کی چھت پر جا گرا۔ ڈبے کے چھت پر گرنے کے ایک لمحے بعد ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ ایسا محسوس ہوا جیسے عمارت کی چھت پر کوئی طاقتور بم گرادیا گیا ہو۔ سرچ لائٹیں فوری طور پر بجھ گئیں اور عمارت کے گرد دھواں سا چھا گیا۔

عمارت کے چوکیداروں میں ہلچل مچ گئی اور اس کے ساتھ ہی ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اور ہر طرف چیخ و پکار مچ گئی یوں محسوس ہوا جیسے پوری عمارت ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھر گئی ہو۔

سرچ لائٹیں اور دیگر لائٹیں بجھنے سے ہر طرف گہرا اندھیرا چھا گیا تھا۔ اس کے باوجود عمران اپنی جگہ پر دبکا بیٹھا تھا۔ دوسرے لمحے اسے اپنے قریب ایک اور دھماکہ سنائی دیا اور اس کے ساتھ ہی کمپاؤنڈ وال بھی ہوا میں بکھر گئی۔

عمران دیوار کے ملبے سے بچنے کے لئے بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹا۔ مگر دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم ٹکڑوں کی صورت فضا میں بکھرتا چلا گیا ہو۔ بس یہ آخری احساس تھا جو اس کے ذہن نے قبول کیا۔ اس کے بعد وہ اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا۔ کمپاؤنڈ وال کے اڑنے کے بعد پورے علاقے میں شور غل مچ گیا۔ زخمیوں کی چیخوں سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہاں قیامت صغریٰ بپا ہو گئی ہے۔

چند لمحوں بعد دور سے پولیس اور فائر بریگیڈ کے سائرن بجنے کی آوازیں آنے لگیں اور عمارت کے گرد مسلح پولیس نے گھیرا ڈال لیا۔ دوسرے دھماکے کے بعد عمارت کے گرد تیز آگ بھڑک اٹھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے عمارت آگ کا ایک گولا ہو۔

فائر بریگیڈ نے چاروں طرف سے آگ بجھانے کی کوشش شروع کر دی اور اسکے ساتھ ساتھ زخمیوں کو اٹھا کر ایمبولینس میں ڈالنا شروع کر دیا۔

حفاظتی کاروائیاں تیزی سے جاری ہو گئیں اور حکومت کے اعلیٰ افسران وہاں پہنچ گئے چالیس سے زائد افراد شدید زخمی اور بیس کے قریب ہلاک ہو گئے تھے۔

ادھر فائر بریگیڈ نے جب آگ بجھانے کی کوشش کی تو آگ اور زیادہ تیزی سے بھڑکنے لگی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے آگ پر پانی کی بجائے پٹرول پھینکا جارہا ہو۔

فائر بریگیڈ اسکواڈ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے پانی کی بجائے آگ بجھانے والی گیس پھینکنی شروع کی مگر آگ کی شدت میں کوئی کمی واقع نہیں ہو رہی تھی۔ آدھے گھنٹے کی سرتوڑ کوششوں کے باوجود آگ نہ بجھی تو فائر بریگیڈ اسکواڈ کے ماہرین پریشان ہو گئے۔ انہوں نے اس سلسلے میں اعلیٰ ماہرین سے مشورے طلب کیے مگر آدھ گھنٹے کے بعد آگ اچانک یوں بجھ گئی جیسے وہاں کبھی آگ لگی بھی نہ ہو۔

فائر بریگیڈ اسکواڈ اور دیگر اعلیٰ افسران یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ عمارت کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ چھت پر موجود حفاظتی سپاہی البتہ بے ہوش پڑے تھے اور ان کے جسموں پر بھی آگ سے جلنے کا ذرہ برابر نشان تک نہ تھا۔

یہ ایسی حیرت انگیز بات تھی کہ جس کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا تھا۔ مگر چونکہ ایک جیتی جاگتی حقیقت تھی اس لئے سب کو یقین کرنا پڑا۔ وزارت دفاع کے اعلیٰ افسران کے حکم پر جب عمارت کو اندر سے کھول کر چیک کیا تو جلد ہی ایک اور حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ عمارت کی ایک دیوار اندر سے ٹوٹی ہوئی تھی اور اہم ترین فائلوں پر مشتمل ایک الماری کھلی پڑی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باگوپ کافی دیر تک بیٹھا کاغذ پر کچھ لکیریں لگاتا رہا۔ کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں ڈالا اور کمرے کو لاک کر کے ہوٹل سے باہر آگیا۔ ہوٹل سے باہر آ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے مارکیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ قریب ہی ایک اور فون بوتھ تھا۔ اس نے اندر داخل ہو کر بوتھ کا دروازہ بند کیا اور سکے ڈال کر ایک نمبر ڈائل کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو۔" دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"مہاشیر سے بات کراؤ۔" باگوپ نے اس سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں جواب دیا۔

"کون بول رہا ہے؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔ مگر لہجہ پہلے کی نسبت نرم تھا۔

"اسٹون ڈاگ۔" باگوپ نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا ایک منٹ ہولڈ کیجئے۔" دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب ملا۔

اور پھر ایک منٹ سے بھی کم عرصے میں دوسری طرف سے ایک اور آواز ابھری۔

"مہاشیر سپیکنگ۔" آواز یوں تھی جیسے کوئی سیٹی بجا رہا ہو۔

"اسٹون ڈاگ اسپیکنگ۔" باگوپ نے باوقار لہجے میں کہا۔

"یس باس۔۔ کوئی خدمت۔" مہاشیر نے سیٹی بجاتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"مجھے کچھ معلومات اور کچھ سامان چاہیے۔" باگوپ نے جواب دیا۔

"مل جائے گا۔ نارتھ ایسٹ مارکیٹ کی دوسری منزل کے چوتھے فلیٹ پر رابطہ قائم کیجئے"۔ مہاشیر نے کہا۔

"اوکے۔" باگوپ نے کہااور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

ٹیلیفون بوتھ سے باہر نکل کر اس نے ٹیکسی پکڑی اور اسے نارتھ ایسٹ مارکیٹ چلنے کے لئے کہااور پھر تھوڑی دیر بعد وہ نارتھ ایسٹ مارکیٹ کے سامنے پہنچ گیا۔ ٹیکسی سے اتر کر وہ عمارت کے اندر گھسااور پھر لفٹ نے اسے دوسری منزل پر پہنچادیا۔اس نے نمبر چار فلیٹ پر نظر ڈالی۔ وہاں کسی ماہر نفسیات کے نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔ جیسے ہی اس نے دستک دی دروازہ کھل گیادروازہ کھولنے والی ایک نوجوان لڑکی تھی۔

"فرمایئے۔" اس نے سوالیہ نظروں سے باگوپ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اسٹون ڈاگ۔" باگوپ نے دبے لفظوں میں کہا۔

"اوہ۔۔ تشریف لایئے۔۔ باس آپ کے منتظر ہیں۔" نوجوان لڑکی نے مؤدبانہ انداز میں ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

اور باگوپ اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک میز کرسی موجود تھی میز پر ٹائپ رائٹر رکھا ہوا تھا۔ سامنے دیوار کے ساتھ صوفے لگے ہوئے تھے۔

"سامنے والے کمرے میں تشریف لے جایئے۔" لڑکی نے اس کی راہنمائی کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو۔" باگوپ نے کہااور پھر وہ دوسرے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔اس کمرے میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر مگر منحنی سے جسم کا آدمی موجود تھا۔اس نے آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک چڑھا رکھا تھی۔

"اسٹون ڈاگ۔" باگوپ نے باوقار لہجے میں کہا۔

"مہاشیر۔" منحنی سے آدمی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔اس کی آواز سیٹی بجائی ہوئی تھی۔

باگوپ مہاشیر سے مصافحہ کرنے کے بعد اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔اور پھر اس نے اپنی کلائی ننگی کر کے مہاشیر کے سامنے کر دی۔اس کی کلائی پر نیلے رنگ سے ایک ستارہ کھدا ہوا تھا۔ جس کی لمبی سی دم تھی۔ یہ ٹیلی ستار کا مخصوص نشان تھا۔

مہاشیر ٹیلی ستار کی اس ملک میں شاخ کا انچارج تھا۔ وہ خود کبھی کسی جرم میں ملوث نہیں ہوتا تھا۔اس کا کام صرف ٹیلی ستار سے تعلق رکھنے والوں کے لئے معلومات اور ان کا مطلوبہ سامان مہیا کرنا تھا۔اور اس ملک میں ٹیلی ستار سے تعلق رکھنے والوں کا کوڈ اسٹون ڈاگ تھا۔ باگوپ نے اس ملک میں آنے سے پہلے مہاشیر کا نمبر ٹیلی ستار انفرمیشن سے حاصل کر لیا تھا۔

"یس باس فرمایئے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟" مہاشیر نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"کیا یہ جگہ محفوظ ہے؟" باگوپ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"قطعی محفوظ آپ بے فکر ہو کر بات کریں۔" مہاشیر نے جواب دیا۔

"وزارت دفاع کے اسٹرانگ روم کے حفاظتی نظام کے متعلق مجھے مکمل معلومات چاہیں۔" باگوپ نے دبے لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب۔" مہاشیر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہااور پھر وہ اٹھا اپنی پشت پر موجود الماری کو کھولنے لگا۔

الماری میں موٹی موٹی کتابیں موجود تھیں۔اس نے دو تین کتابیں ہٹائیں اور پھر اندر ہاتھ ڈال دیا۔ دوسرے لمحے ایک ہلکے سے کھٹکے کی آواز ابھری اور الماری ہی کسی دروازے کی طرح گھومتی چلی گئی۔ مہاشیر اس دروازے کے اندر غائب ہو گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ واپس لوٹا۔اس کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کی فائل تھی۔اس نے الماری بند کی اور فائل باگوپ کی طرف بڑھادی۔

باگوپ نے فائل لیکر اسے کھولا اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ فائل میں اسٹرانگ روم کے حفاظتی نظام کی مکمل تفصیل موجود تھی۔اس کا اندرونی نقشہ اور بیرونی چوکیداری کے نظام کا نقشہ موجود تھا۔

باگوپ تقریباً آدھے گھنٹے تک اس کی تفصیل کو بغور دیکھتا رہا پھر اس نے فائل بند کر کے اسے مہاشیر کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔ "بہت مکمل اور جدید حفاظتی نظام ہے۔"

"یس باس۔" مہاشیر نے مختصر سا جواب دیا۔

باگوپ آنکھیں بند کیے کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر اسنے آنکھیں کھول کر جیب سے قلم نکالا اور میز پر پڑے ہوئے پیڈ کو اپنی طرف کھسکا کر اس پر لکھنے لگا۔ لکھنے کے بعد کاغذ اس نے مہاشیر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ان سب چیزوں کا انتظام آج شام تک ہو جانا چاہیے۔"

"بہتر باس۔۔ ہو جائے گا۔" مہاشیر نے ایک نظر کاغذ پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"اسٹرانگ روم کے مقابل عمارت کے گراؤنڈ فلور میں کمرہ بھی چاہیئے اور ایک کار بھی۔" باگوپ نے کہا۔

"دونوں چیزیں مل جائیں گی۔" مہاشیر نے جواب دیا۔

"بس یہ سامان اس کمرے میں پہنچادینا شام چھ بجے تک۔" باگوپ نے کہااور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ پانچ بجے فون کر لیں۔ سب انتظام ہو جائے گا۔اور کمرے اور کار کی چابیاں آپ کو پہنچادی جائیں گی۔" مہاشیر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔" باگوپ نے کہااور پھر مہاشیر سے مصافحہ کر کے وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔اب وہ مطمئن تھا۔اس نے اسٹرانگ روم پر چھاپہ کا منصوبہ تیار

کر لیا تھا۔

شام چھ بجے وہ اسٹرانگ روم کی مقابل عمارت کے گراؤنڈ فلور کے ایک کمرے میں موجود تھا۔ یہاں سے اسٹرانگ روم کی عمارت کا فاصلہ تیس گز کے قریب تھا۔ کمرے کے ایک کونے میں ایک بڑی سی پیٹی موجود تھی۔ باگوپ نے پیٹی کھولی اور اس میں سے سامان نکال کر باہر رکھنے لگا۔ اس میں کچھ سائنسی آلات کے علاوہ کچھ کیمیکلز بھی تھے۔

باگوپ نے کیمیکلز ایک چھوٹے سے ڈبے نما آلے میں ڈال کر انہیں مکس کرنے میں مصروف ہو گیا۔ تقریباً دو گھنٹے تک وہ مسلسل کام میں مصروف رہا۔

پھر اس نے اطمینان سے سامان ایک طرف رکھ دیا اور ہاتھ جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

کمرے کو باہر سے تالا لگا کر وہ عمارت سے باہر نکل آیا اور پھر پیدل نیشنل پارک کی طرف بڑھنے لگا۔

نیشنل پارک میں خاصا رش تھا۔ بے شمار مرد عورتیں اور بچے وہاں گھومتے پھر رہے تھے۔ باگوپ نیشنل پارک میں داخل ہو کر کچھ دیر ادھر ادھر گھومتا رہا۔ پھر اس کی نظر ایک بنچ پر بیٹھی ہوئی اینڈریا پر پڑ گئی۔

اینڈریا میک اپ میں تھی۔ مگر یہ میک اپ باگوپ اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس لئے وہ ٹہلتا ہوا اس بنچ کے قریب سے گزرا۔ بنچ کے قریب جا کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر جھک کر اپنے بوٹ کے تسمے باندھنے لگا۔

"باگوپ۔۔ میرے پیچھے چلی آؤ احتیاط سے۔" باگوپ نے تسمے باندھتے ہوئے دبے لفظوں میں کہا اور پھر سیدھا ہو کر آگے بڑھتا چلا گیا۔

اینڈریا نے اس کا فقرہ سن لیا مگر وہ اسی طرح لاتعلقی کے انداز میں بیٹھی رہی باگوپ کچھ دیر اور بے مقصد گھومتا رہا پھر اس کا رخ بیرونی دروازے کی طرف ہو گیا۔

اینڈریا بھی اسی لمحے اٹھی اور پھر وہ بھی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ پارک سے باہر نکل کر وہ کافی فاصلہ دیگر آگے پیچھے چلتے ہوئے آخر کار اس عمارت میں داخل ہو گئے۔

باگوپ نے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اینڈریا بھی اندر آ گئی۔

"کسی نے تعاقب تو نہیں کیا؟" باگوپ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔۔ میں نے پوری احتیاط کی ہے۔" اینڈریا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔" باگوپ نے کہا اور پھر دروازہ بند کر کے اس کی چٹخنی چڑھا دی۔

"کیا پروگرام ہے؟" اینڈریا نے سامان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں اسٹرانگ روم پر چھاپہ مار کر فائل حاصل کرنا چاہتا ہوں۔" باگوپ نے جواب دیا۔

"مگر مظفر بیگ کی بجائے عمران کے آنے سے یہ بات تو طے ہے کہ مظفر بیگ عمران کے ہتھے چڑھ گیا ہے اور ہمیں ظاہر ہے نقلی فائل مہیا کی گئی تھی۔ تو کیا اس کے بعد انہوں نے اصلی فائل وہاں سے ہٹائی نہیں ہو گی؟" اینڈریا نے کہا۔

"تم مجھے بچہ سمجھتی ہو اینڈریا؟ میں نے مظفر بیگ سے اپنی مطلوبہ فائل مانگی ہی نہیں تھی۔ میں نے تو ایک غیر متعلقہ فائل مانگی تھی تاکہ اگر مظفر بیگ وہ فائل لا دیتا ہے اور کچھ نہیں ہوتا تو اس کا مطلب تھا کہ میں اسے زیادہ رقم کی آفر کر کے اپنی اصل مطلوبہ فائل منگوا سکتا ہوں۔ اور اگر کوئی گڑبڑ ہو جاتی ہے تو کم سے کم میری مطلوبہ فائل کی طرف کسی کا دھیان ہی نہیں جائے گا۔ اب ظاہر ہے کہ عمران نے اگر فائل ہٹوائی بھی ہو گی تو وہی جو غیر متعلقہ تھی۔ اصل فائل اب بھی اسٹرانگ روم میں موجود ہو گی۔" باگوپ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب۔" اینڈریا نے تعریفی لہجے میں کہا۔

'پھر باگوپ اسے اسٹرانگ روم کے حفاظتی نظام کی تفصیلات بتانے لگا۔

"اوہ۔۔ یہ تو انتہائی جدید اور ناقابل تسخیر نظام ہے۔ حیرت ہے کہ اس پسماندہ ملک میں حفاظت کا ایسا جدید نظام اپنایا گیا ہے۔" اینڈریا کے لہجے میں تعریف کیساتھ ساتھ تشویش کے آثار نمایاں تھے۔

"ہاں۔۔۔ نظام تو واقعی اچھا ہے مگر میں نے فائل حاصل کرنے کا منصوبہ بنالیا ہے اور تم دیکھو گی تو اتنے انتظامات کے باوجود میں کسی طرح فائل حاصل کرونگا۔" باگوپ نے فخریہ انداز میں کہا۔

"ہاں۔۔ مجھے تمہاری ذہانت سے یہی امید ہے۔ تم نے کبھی کسی مشکل سے شکست نہیں مانی۔" اینڈریا نے کہا

اور پھر باگوپ اسے اپنے منصوبے کی تفصیلات بتانے لگا۔

"بہت خوب باگوپ۔۔ بہت خوب۔۔ جی چاہتا ہے تمہارا منہ چوم لوں۔" اینڈریا باگوپ کا منصوبہ سن کر خوشی سے اچھل پڑی۔

"ابھی نہیں فائل حاصل کرنے کے بعد۔ فی الحال تم اپنا پارٹ اچھی طرح سمجھ لو۔" باگوپ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ایک بڑا سا ڈبہ اٹھا کر اسے دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ڈبہ تم عمارت کی چھت پر جا کر رکھ آؤ۔ کسی جگہ چھپا کر رکھنا۔"

"ٹھیک ہے۔" اینڈریا نے کہا اور ڈبہ لیکر کمرے سے باہر نکل گئی۔

باگوپ نے ایک برمے نما آلہ اٹھایا اور اس کی نوک سے کمرے کے فرش پر ایک بڑا سا دائرہ کھینچ دیا۔ پھر اس نے آلے کا بٹن دبایا اس کی نوک تیزی سے گھومنے لگی۔ باگوپ نے نوک اس دائرے کے اندر رکھی اور آلے کو زور سے دبا دیا۔ آلے کی نوک زمین میں گھستی چلی گئی۔ آلے کے پچھلے سرے پر ایک بڑا سا پائپ فٹ تھا۔ اس نے اس پائپ کا سرا کمرے کے ایک کونے سے لگا دیا۔

چند لمحوں بعد پائپ سے مٹی نکل کر کمرے کے کونے میں گرنے لگی۔آلے کے اوپر ایک ڈائل سالگا ہوا تھا۔باگوپ نے اس ڈائل کو سیٹ کیا اور پھر وہ اس کی سوئی کو دیکھنے لگا۔جو تیزی سے چند نمبروں کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔دوسری طرف کمرے کا کونہ بھی تیزی سے مٹی سے پر ہوتا جا رہا تھا۔

چند لمحوں بعد اینڈریا واپس آگئی۔

"ڈبہ رکھ آئیں۔" باگوپ نے پوچھا۔

"ہاں۔" اینڈریا نے مختصر سا جواب دیا۔

"یہ ارتھ سکنگ ہے؟" اینڈریا نے برلے نما آلے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں سرنگ لگانے کا جدید ترین آلہ ہے۔یہ ہوا کے ذریعے سرنگ لگاتا ہے۔یہ مٹی کے ذروں کے درمیان موجود ہوا کو کھینچ لیتا ہے۔جس سے مٹی خود بخود نرم ہو کر کھینچتی چلی جاتی ہے۔اس طرح انتہائی تیز رفتاری سے سرنگ بنتی چلی جاتی ہے۔" باگوپ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد آدھے سے زیادہ کمرہ مٹی سے پر ہو گیا۔اب ڈائل پر موجود سوئی مخصوص نمبر تک پہنچ گئی تھی۔

باگوپ نے آلے کا بٹن آف کیا اور اسے زمین سے کھینچ لیا پھر اس نے دائرے میں زور سے پیر مارا تو دائرے کی مٹی ٹوٹ کر نیچے جا گری۔نیچے ایک کافی پرانی سرنگ موجود تھی۔باگوپ نے مٹی ہٹا کر سرنگ کا راستہ صاف کر دیا۔

"اب اسٹرانگ روم کی بنیادوں تک سرنگ تیار ہے۔" باگوپ نے کہا۔

"پھر آپریشن شروع کیا جائے۔" اینڈریا نے پوچھا۔

"ہاں۔" باگوپ نے کہا اور پھر اس نے سامان میں سے ایک ڈائل نما آلہ اٹھا کر اینڈریا کے حوالے کر دیا۔

"یہ اس ڈبہ کو آپریٹ کرنے کا میٹر ہے۔جب میں سرنگ میں داخل ہو جاؤں تو تم کھڑکی پر کھڑی ہو کر اس ڈبے کی چھت پر اتار دینا۔اس عمارت کے گرد آدھے گھنٹے کے اندر آگ کی چادر سی پھیل جائے گی۔اس دوران ظاہر ہے کہ کوئی آدمی عمارت کے اندر نہیں گھس سکے گا اور میں فائل لے آؤں گا۔" باگوپ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" اینڈریا نے کہا اور آلہ لیکر کھڑکی کے قریب کھڑی ہو گئی۔

"یہ ایک اور آلہ ہے۔جب عمارت پر آگ پھیل جائے تو اسے بھی اسی آلے کے تحت کمپاؤنڈ وال پر پھینک دینا کمپاؤنڈ وال اڑ جائے گی اور پہرے دار زخمی ہو جائیں گے۔اس سے حالات کافی ابتر ہو جائیں گے اور ہم اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں گے" باگوپ نے ایک اور ڈبہ اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے آکسیجن سلنڈر نما ایک آلہ اپنی پشت پر سیٹوں کی مدد سے باندھا اور سرنگ کے اندر اتر گیا۔

باگوپ کے سرنگ کے اندر اترنے کے پانچ منٹ بعد اینڈریا نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے آلے کا بٹن دبا دیا۔آلے میں ایک سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔اس نے آلے کی ایک سائیڈ پر لگے ہوئے ہینڈل کو حرکت دی اور ڈائل پر لگی ہوئی سرخ رنگ کی سوئی حرکت کرنے لگی۔

اینڈریا ہینڈل کو آہستہ آہستہ کھینچتی رہی اور سوئی تیزی سے درمیان میں موجود سرخ رنگ کے نمبر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔جیسے ہی سوئی سرخ رنگ کے نمبر پر پہنچی۔ڈائل پر ایک اور بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔اس کے ساتھ ہی اینڈریا کو چھت پر سے سائیں سائیں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اس نے دیکھا کہ ڈبہ چھت سے اٹھ کر ہوا میں بلند ہوتا چلا گیا تھا۔اس نے ہینڈل کو مخصوص انداز میں ٹرن دیا تو ڈبہ بھی تیزی سے اٹھتا ہوا عمارت کی چھت پر پہنچ گیا۔

اینڈریا نے ہینڈل کو زور سے جھٹکا دیا اور ڈبہ تیزی سے عمارت کی چھت پر گرتا چلا گیا۔اس کے چھت پر گرنے کے ایک لمحے بعد ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔سرچ لائٹیں بجھ گئیں اور عمارت کے گرد دھواں سا چھا گیا۔

اینڈریا نے تیزی سے کھڑکی کا شیشہ ہٹایا اور دوسرا ڈبہ کھڑکی میں رکھ کر آلے کا ایک اور بٹن دبا دیا۔اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہینڈل کو تیزی سے کھینچا۔ہینڈل کھینچتے ہی ڈبہ خود بخود ہوا میں اٹھا اور پھر تیز رفتاری سے کمپاؤنڈ وال کی طرف اڑتا چلا گیا۔

کھڑکی سے اٹھنے کے زیادہ سے زیادہ ایک منٹ بعد ڈبہ کمپاؤنڈ وال سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اور کمپاؤنڈ وال ہوا میں بکھر گئی۔ہر طرف چیخ و پکار ہو گئی۔عمارت کے گرد تیز آگ کی چادر سی پھیل گئی تھی۔

اینڈریا نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کھڑکی بند کر دی اور سرنگ کے دہانے کی طرف آ گئی۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد اسے سرنگ کے اندر دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔اور چند لمحوں بعد باگوپ اچھل کر سرنگ سے باہر نکل آیا۔اس نے تیزی سے پشت پر لدا ہوا سامان ایک طرف پھینکا۔

"کیا کام ہو گیا۔فائل مل گئی؟" اینڈریا نے اسے خالی ہاتھ دیکھ کر تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں اس کی فلم میری جیب میں ہے۔اب بس نکل چلو۔یہاں جلد ہی تلاشی شروع ہو جائے گی۔" باگوپ نے کہا اور پھر اس نے اپنے کپڑوں سے مٹی جھاڑی۔سر پر موجود وگ جس میں مٹی بھر گئی تھی اتار کر اسے الٹا کر دوبارہ پہن لیا۔

اور پھر وہ دونوں سامان وہیں چھوڑ کر تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عمران کے جانے کے بعد بلیک زیرو نے تمام ممبران کو اسٹرانگ روم کی حفاظت کے لئے ہدایت دیں اور نہیں یہ بھی بتایا کہ اس مشن کا سربراہ عمران ہو گا۔اس لئے عمران ہی انہیں ہدایت دے گا۔انہیں اس پر عمل کرنا ہو گا۔اس کے بعد اس نے اپنے طور پر مشن کی نگرانی کی تیاری شروع کر دی۔

عمران نے اسے بلاواسطہ طور پر نااہلی کا جو طعنہ دیا تھا وہ اس کے ذہن میں کھٹک رہا تھا۔ اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ وہ خود اس کیس میں عملی طور پر بھرپور حصہ لے گا۔ اور عمران پر یہ ثابت کر دے گا کہ اس کا ذہن زنگ آلود نہیں ہوا۔

چنانچہ اس نے لائبریری جا کر اسٹرانگ روم کا نقشہ نکالا اور پھر بغور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ اسٹرانگ روم کے حفاظتی پلان کو دیکھنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ باگوپ کے لئے براہ راست اس پر حملہ کرنا ناممکن ہے چنانچہ وہ سوچنے لگا کہ باگوپ فائل اڑانے کے لئے کونسا ذریعہ اختیار کرے گا۔

وہ کافی دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ مختلف طریقہ کار اس کے ذہن میں آئے مگر کسی نہ کسی بنا پر اس نے انہیں رد کر دیا۔ جب کوئی طریقہ کار اس کی سمجھ میں نہ آیا تو اس نے اپنے ذہن کو ایک اور رخ پر ڈال دیا۔

وہ سوچنے لگا کہ اگر اس نے اسٹرانگ روم سے کوئی فائل خفیہ طور پر اڑانی ہوتی تو وہ کیا طریقہ کار اختیار کرتا۔ مگر کافی دیر تک سوچنے کے بعد بس یہی ایک بات اس کی ذہن میں جم گئی کہ اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ عمارت کی بنیادوں پر نقب لگائی جائے۔ گو اس سلسلے میں حفاظتی طور پر اقدامات کئے گئے تھے۔ اس کے باوجود وہ جانتا تھا کہ آجکل ملزم جدید ترین سائنسی حربے استعمال کرتے ہیں چنانچہ اس نے فرض کر لیا کہ نقب لگائی جا سکتی ہے۔ اس مفروضہ کے بعد یہی ایک بات باقی رہ جاتی تھی کہ مجرم کسی سرنگ کے ذریعے اندر داخل ہوں گے۔ چنانچہ یہ سوچ کر اس نے اسٹرانگ روم کے علاقے کا نقشہ نکال کر اسے دیکھنا شروع کر دیا۔

کافی سوچ بچار کے بعد آخر کار اس نے اسٹرانگ روم کے بالمقابل ایک عمارت کے گرد سرخ دائرہ ڈال دیا۔ یہ کمرشل عمارت تھی اور یہاں مختلف کمپنیوں کے دفاتر تھے اس نے اس کے گراؤنڈ فلور پر توجہ دی کیونکہ صرف گراؤنڈ فلور ہی سے سرنگ نکالی جا سکتی تھی۔

کافی دیر سوچنے کے بعد اس نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور انکوائری سے عمارت کا نمبر پوچھ کر سلسلہ ملانے لگا۔ یہ منیجر کا نمبر تھا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز ابھری۔

"ہیلو منیجر اسپیکنگ۔"

"مسٹر منیجر کیا آپ کے گراؤنڈ فلور پر کوئی خالی کمرہ دفتر کے لئے مل سکتا ہے؟" بلیک زیرو نے کاروباری انداز میں کہا۔

"کون صاحب بول رہے ہیں؟" منیجر نے پوچھا۔

"چیئرمین آفریدی کارپوریشن بول رہا ہوں۔" بلیک زیرو نے دارالحکومت کی ایک معروف کاروباری فرم کا نام لے دیا۔ جو اپنی ساکھ کیلئے پورے ملک میں مشہور تھی۔

"اوہ۔ سر آپ کا بے حد شکریہ جو آپ نے دفتر کے لئے ہماری عمارت تجویز کی۔ اگر آپ کو فوری کمرہ چاہیے تو دوسری تیسری منزل پر مل سکتا ہے۔"

منیجر نے اس بار مودبانہ انداز میں جواب دیا۔

"نہیں ہمیں گراؤنڈ فلور پر کمرہ چاہیے اور وہ بھی فوری۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"پھر سر آپ دو دن رک جائیں۔ ایک کمرہ آج انگیج ہوا ہے۔ اور امید ہے کہ دو دن تک فارغ ہو جائے گا۔" منیجر نے جواب دیا۔

"وہ کیوں۔۔۔ کیا تمہاری عمارت میں دنوں کے حساب سے بھی کمرے بک ہوتے ہیں؟" بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں سر یہ بات نہیں۔ ایک غیر ملکی فرم نے یہ کمرہ حاصل کیا ہے۔ وہ اسے صرف دو دن تک انگیج رکھنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے کچھ کاروباری پارٹیوں سے بہت بات چیت کرنی ہے اس سلسلے میں ان کا خیال ہے کہ ہوٹل کے بجائے اگر دفتر کا ماحول ہو تو زیادہ بہتر ہے۔" منیجر نے وضاحت پیش کرتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ مجھے اس کمرے کا نمبر بتلا دو تا کہ دو دن بعد میرے آدمی اس کا جائزہ لے کر اس کی رپورٹ پیش کر سکیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"چوبیس نمبر کمرہ ہے جناب۔۔۔۔۔۔ آپ کی فرم کے دفتر کے لیے اس کا جائزہ لے کر مجھے رپورٹ دے سکیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا

"چوبیس نمبر کمرہ ہے جناب۔۔۔ آپ کی فرم کے دفتر کے لئے انتہائی موزوں رہے گا اور کرایہ بھی مناسب ہے۔"

"کرایہ کی بات چھوڑیں۔۔۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ دیکھیں اگر آج ہی میری فرم کا کوئی آفیسر آپ سے اس سلسلے میں ملے تو اس سے تعاون کیجئے گا"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"بہتر جناب"۔۔۔ منیجر نے جواب دیا۔

"او کے تھینک یو"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

اسے منیجر سے ایک اہم اطلاع ملی تھی۔ وہ اس بہانے سے مطمئن نہیں ہوا تھا کہ کوئی غیر ملکی فرم دو روز کے لیے دفتر بنانا چاہتی ہے۔ اس نے چیک کرنے کا فیصلہ کیا۔

چنانچہ اس نے میک اپ روم میں جا کر میک اپ کیا اور پھر کار نکال کر دانش منزل سے باہر آ گیا۔ اس نے کار عمارت کے پارکنگ میں روکی اور پھر اتر کر عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ وہ ٹہلتا ہوا گراؤنڈ فلور کے کمرہ نمبر چوبیس کے سامنے سے گزرا۔ کمرہ پر تالا لگا ہوا تھا اور دروازے پر ریزرو کی چٹ چسپاں تھی۔

وہ ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا اور پھر عمارت سے باہر نکل کر اس کمرے کے فرنٹ کی طرف آیا۔ اس نے محسوس کیا کمرہ اسٹرانگ روم کے بالکل سامنے تھا۔ ابھی چونکہ شام ہونے میں کافی دیر تھی اس لئے اس نے سوچا کہ وہ شام کو دوبارہ راؤنڈ لگائے گا۔ یہ سوچتا ہوا وہ اپنی کار کی طرف بڑھا اور پھر کار نکال کر واپس دانش منزل چلا گیا۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ وہ بالکل صحیح سراغ پر جا رہا ہے۔

اس سلسلے میں وہ ایک اور آدمی کا تعاون بھی چاہتا تھا مگر سیکرٹ سروس کے تمام ممبران عمران کے ساتھ اٹیچ ہو گئے تھے۔ صرف جولیا باقی بچی تھی مگر وہ جولیا کو استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس طرح جولیا اس کے متعلق مشکوک ہو سکتی تھی اور جولیا کے سامنے وہ آزادانہ کام بھی نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے ساتھ جوزف کو رکھے گا۔

یہ سوچ کر اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور زیرو منزل کے نمبر ڈائل کرنے لگا جہاں جوزف موجود تھا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو جوزف سپیکنگ"۔۔۔ دوسری طرف جوزف کی کرخت آواز سنائی دی۔

"طاہر بول رہا ہوں۔"۔۔۔ بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"کیا بات ہے طاہر صاحب۔۔۔۔ آج جوزف آپ کو کیسے یاد آگیا"۔۔۔؟ جوزف کے لہجے میں شکوہ تھا۔

"مجھے تو خیر تم ہر وقت یاد رہتے ہو۔۔۔ مگر آج عمران نے تمہیں یاد کیا ہے۔" بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شکر ہے باس کو میرا خیال آگیا۔۔۔ ورنہ میں تو اب بور ہو کر شراب کی بوتل سر پر مارنے ہی والا تھا"۔۔۔ جوزف نے کہا۔

"ارے ارے۔۔۔ کیوں بوتل غریب کو نقصان پہنچانے پت تلے ہوئے ہو۔۔۔ تمہارا کیا بگڑے گا"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے سچ بوتل کو نقصان ہو گا۔۔۔ نہیں پھر میں بوتل سر پر نہیں مارتا۔۔۔ ہاں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں سر بوتل میں ماروں۔۔۔ پھر تو ٹھیک رہے گانا"۔۔۔؟ جوزف نے بڑی معصومیت سے کہا۔

اور بلیک زیرو کا بے ساختہ قہقہہ نکل گیا۔

"اچھا سنو جوزف۔۔۔ تم سپورٹس کار لے کر وزارتِ دفاع کے اسٹرانگ روم کے سامنے عمارت کے پہلو میں کیفے تاج پر شام چھ بجے پہنچ جاؤ۔۔۔ میں تمھیں وہیں ملوں گا۔۔۔ باقی ہدایات وہیں دوں گا"۔۔۔ بلیک زیرو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں پہنچ جاؤں گا"۔۔۔ جوزف نے حامی بھر لی اور بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔

شام کو بلیک زیرو ایک بار پھر اس عمارت میں پہنچ گیا۔ گراؤنڈ فلور پر کمرہ نمبر چوبیس کا تالا تو موجود نہیں تھا البتہ دروازہ اندر سے بند تھا۔ دروازے پر چونکہ اندھے شیشے لگے ہوئے تھے اس لیے کمرے کے اندر کسی کی موجودگی معلوم نہیں ہو سکتی تھی۔

بلیک زیرو نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ وہ دروازے پر دستک دے کر فرضی آدمی کے متعلق پوچھ لے تاکہ وہ کمرے کے اندر کی پوزیشن دیکھ سکے مگر پھر اس نے یہ خیال رد کر دیا۔ کیونکہ ہو سکتا تھا کہ مجرم چوکنا ہو جاتے اور اپنی کاروائی آج کی بجائے کسی اور دن پر ڈال دیتے یا جگہ بدل لیتے۔ اس طرح وہ اس کلیو سے محروم ہو سکتا تھا۔

چنانچہ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اسے اس کمرے کے بالکل سامنے عمارت کا کیفے نظر آگیا۔ اس نے وہیں بیٹھ کو نگرانی کا پروگرام بنایا۔ مگر اس کے

ساتھ ہی اسے یاد آگیا کہ جوزف بیرونی کیفے پہنچ گیا ہو گا۔ چنانچہ وہ عمارت کے کیفے میں رکنے کی بجائے بیرونی کیفے کی طرف بڑھ گیا۔

جلد ہی اس نے جوزف کو دیکھ لیا جو خاکی وردی میں دونوں پہلوؤں پر ریوالور لٹکائے بڑی شان سے سپورٹس کار کے قریب کھڑا تھا۔

"جوزف کار یہیں چھوڑ کر میرے پیچھے آؤ"۔۔۔ بلیک زیرو نے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے کہا۔

جوزف نے بلیک زیرو کی آواز پہچان لی اس لئے وہ خاموشی سے سر کو جھٹکتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ بلیک زیرو جوزف کو لے کر عمارت کے اندر پہنچ گیا۔

"اس کیفے میں بیٹھ جاؤ اور سامنے کمرہ نمبر چوبیس کی نگرانی کرو"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اور کچھ باس"۔۔۔؟ جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بس فی الحال یہی کام ہے۔"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور پھر مڑ کر عمارت کی چھت کی طرف بڑھنے گیا۔ اسے ابھی خیال آیا تھا کہ وہ چھت کو چیک کرے کہیں مجرموں نے چھت پر کوئی کاروائی نہ کر رکھی ہو۔

مگر چھت پر اسے کوئی مشکوک چیز نظر نہ آئی اور وہ نیچے اتر آیا۔ اس نے جوزف کو کیفے کی ایک میز پر جمے ہوئے دیکھا۔

وہ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا اور عمارت کے باہر کا راؤنڈ لینے چل پڑا۔ اسے رہ رہ کر یہی خدشہ لاحق ہو رہا تھا کہ کہیں اس کا خیال غلط ثابت نہ ہو اور واقعی کمرہ نمبر چوبیس کسی غیر ملکی فرم نے دفتر کے لئے عارضی طور پر حاصل کیا ہو۔

بہر حال وہ اسے چیک کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ گھوم پھر کر وہ واپس عمارت کے کیفے میں آگیا اور جوزف سے ہٹ کر دوسری میز پر بیٹھ گیا۔

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد اس نے کمرہ نمبر چوبیس کا دروازہ کھلتے دیکھا۔ وہ چوکنا ہو گیا۔ کمرے سے ایک غیر ملکی نوجوان باہر نکلا۔ مگر یہ نوجوان کسی یورپ کے ملک کا باشندہ نہیں تھا بلکہ کسی افریقی ملک کا معلوم ہوتا تھا۔

نوجوان نے باہر نکل کر کمرے کو تالا لگایا اور عمارت کے باہر کی طرف مڑ گیا۔

بلیک زیرو نے جوزف کو وہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود اس غیر ملکی نوجوان کے تعاقب کے لیے کھڑا ہوا۔

غیر ملکی نوجوان کا رُخ نیشنل پارک کی طرف تھا۔ اور پھر جیسے ہی وہ نیشنل پارک میں داخل ہوا بلیک زیرو بھی اس کے پیچھے نیشنل پارک میں داخل ہو گیا۔ ویسے اب سے یقین ہو گیا تھا کہ وہ صحیح سراغ پر جا رہا ہے۔ کیونکہ باگوپ نے اپنی ساتھی کو نیشنل پارک میں ملنے کے لیے کہا تھا۔ اس نے سوچا یہ نوجوان یا تو خود باگوپ ہے یا اس کا کوئی ساتھی ہے۔ ایک لمحے کے لیے اس کا دل چاہا کہ وہ اس نوجوان کو یہیں کور کرے مگر پھر اس نے اپنے آپ کو اس ارادے سے باز رکھا۔ کیونکہ باگوپ کا ساتھی نکلنے کی صورت میں وہ صرف اس میں الجھ جاتا اور باگوپ اپنا کام کر جاتا۔

نیشنل پارک میں اس نے دیکھا کہ باگوپ ایک بینچ کے سامنے چند لمحوں کے لئے تسمے باندھتا رہا۔ اس بینچ پر دو عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ پھر وہ آگے

بڑھ گیا۔

بلیک زیرو مسلسل اس کے تعاقب میں رہا۔ جب غیر ملکی پارک کے دروازے پر پہنچا تو بلیک زیرو کو ایک بار پھر اپنے سراغ پر شک ہونے لگا کیونکہ اگر یہ باگوپ تھا تو پھر لازماً اسے نیشنل پارک میں اینڈریا کو ملنا تھا مگر وہ اکیلا ہی واپس جا رہا تھا مگر دوسرے لمحے اچانک ہی اس کے ذہن میں ایک خیال آگیا کہ ہو سکتا ہے کہ اینڈریا باگوپ کا تعاقب کر رہی ہو تا کہ نگرانی کا پتہ چلایا جا سکے۔ اس لئے اسے خود بھی محتاط رہنا چاہئے۔ یہ سوچ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا باگوپ سے بھی چند قدم آگے چلنے لگا۔

جس طرف باگوپ کا رُخ تھا اس سے وہ یہ تو سمجھ گیا تھا کہ وہ دوبارہ اسی بلڈنگ میں جا رہا ہے اس لیے وہ باگوپ سے کافی پہلے عمارت کے اندر پہنچ گیا اور دوبارہ آکر کیفے میں بیٹھ گیا۔ جوزف وہاں موجود تھا اور اس کے چہرے پر شدید بیزاری کے آثار نمایاں تھے۔ جیسے وہ اس بے معنی نگرانی سے اکتا گیا ہو۔

بلیک زیرو نے اخبار اٹھا کر منہ کے سامنے کر لیا اور کنکھیوں سے کمرے کو دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہی غیر ملکی نوجوان کمرے کے دروازے پر پہنچا اور تالا کھول کر اندر چلا گیا۔ اس کے اندر جانے کے چند ہی لمحوں بعد ایک نوجوان لڑکی بھی دروازے پر پہنچ گئی اور اس نے ایک لمحے کے لیے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے دروازہ کھولا اور اندر چلی گئی۔

بلیک زیرو اس عورت کو پہچان گیا۔ یہ اس بینچ پر موجود تھی جس کے قریب جا کر باگوپ نے بوٹ کے تسمے باندھے تھے۔ اس نے اطمینان کا سانس لیا کیونکہ وہ بروقت محتاط ہو گیا تھا ورنہ عورت یقیناً اسے چیک کر لیتی۔

اب مسئلہ یہ تھا کہ وہ دونوں اندر کیا کر رہے ہیں۔ منیجر کے مطابق کمرہ آج ہی بک کیا گیا تھا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اتنے قلیل عرصے میں اس کمرے سے لیکر اسٹرانگ روم کی عمارت تک نقب لگانا ناممکن تھا۔ اس لئے بلیک زیرو نے اپنے آئیڈیے میں ترمیم کر لی۔ اس نے سوچا کہ شائد وہ رات کو براہِ راست یہاں سے عمارت پر جائیں گے یا پھر دوسری طرف کی کھڑکی کے ذریعے وہ کچھ کریں گے۔ چنانچہ اس نے کھڑکی کی نگرانی کا فیصلہ کیا اور اٹھ کر جوزف کی طرف بڑھا۔

"جوزف یہیں بیٹھے رہو اور نگرانی کرو۔۔۔۔۔ میں باہر جا رہا ہوں"۔

"مگر باس"۔۔۔ جوزف نے کچھ کہنا چاہا مگر بلیک زیرو اس کی بات سنے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتا کیفے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

عمارت سے باہر آکر اس نے کھڑکی کی نگرانی کے لئے ایک مناسب جگہ دیکھی اور پھر وہیں جم گیا۔ کھڑکی بند تھی۔

کافی رات گئے اچانک بلیک زیرو کے کانوں میں سائیں سائیں کی آواز آئی۔ اس نے چونک کر اوپر دیکھا تو اس نے ایک چوکور ڈبے کو آسمان کی بلندی پر اڑتے ہوئے دیکھا۔ اس کا رُخ سیدھا عمارت کی طرف تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا اس نے ڈبے کو عمارت کی چھت پر گرتے ہوئے دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔ پہلے دھماکے کے چند لمحوں بعد ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اس کے ساتھ ہی

عمارت کا ماحول انسانی چیخوں سے گونج اٹھا اور سرچ لائٹوں کے بند ہونے سے ہر طرف گھمبیر اندھیرا چھا گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ کرنے کا فیصلہ کرتا اس نے کمرے کی کھڑکی کھلتے اور کوئی چیز تیزی سے کھڑکی سے نکل کر عمارت کی کمپاؤنڈ وال سے ٹکراتے دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اور کمپاؤنڈ وال پرزے پرزے ہو کر ہوا میں بکھر گئی اور اس کے ساتھ ہی انسانی چیخوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔

بلیک زیرو اچھی طرح جانتا تھا کہ عمارت کے اندر عمران سمیت سیکرٹ سروس کے تمام ممبران موجود تھے۔ اُسے نہیں معلوم کہ ان کا کیا حشر ہوا۔ چند لمحوں تک تو وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکا کہ وہ کیا کرے۔۔۔ آیا اس کمرے تک جائے یا عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ کرنے عمارت کی طرف جائے۔ کھڑکی سے نکل کر کوئی چیز جاتے اس نے صاف طور سے دیکھی تھی۔ اس سے تو ظاہر ہوتا تھا کہ مجرم کمرے میں موجود ہیں۔ مگر عمارت کو یوں اڑا کر مجرم کیا فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ یہ بات اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔

آخر کار اس نے مجرموں کے پیچھے جانے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ سیکرٹ سروس کے ممبران کا جو حشر ہونا تھا وہ تو ہو چکا تھا۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت میں داخل ہوا تو ان دھماکوں کی وجہ سے بھی عمارت میں بھی خاصہ ہنگامہ ہو گیا تھا۔ لوگ تیزی سے باہر کی طرف دوڑے چلے جا رہے تھے تا کہ صحیح صورت حال معلوم کر سکیں۔

بلیک زیرو بھاگتا ہوا کمرہ نمبر چوبیس کی طرف بڑھا۔ پھر جیسے ہی دروازے پر پہنچا اسی لمحے دروازہ کھلا اور غیر ملکی نوجوان اور اینڈریا تیزی سے باہر نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔ بلیک زیرو ان کے پیچھے ہو لیا۔ جوزف بھی اس کے ساتھ ساتھ تھا۔

غیر ملکی نوجوان اور اینڈریا عمارت سے باہر نکل کر تیزی سے پارکنگ کی طرف دوڑے۔ پھر چند لمحوں بعد ان کی کار تیز رفتاری سے چلتی ہوئی سڑک پر آ گئی۔ چونکہ یہاں ہر طرف افراتفری مچی ہوئی تھی اس لئے بلیک زیرو نے ان کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور پھر اس کی کار بھی ان کی کار کے تعاقب میں روانہ ہو گئی۔ بلیک زیرو سمجھتا تھا کہ جوزف کی کار بھی پیچھے آ رہی ہو گی۔

غیر ملکی جوڑے کی کار مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی شہر کے مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی۔

بلیک زیرو کافی فاصلہ دیکر اس کا تعاقب کر رہا تھا۔

جوزف کی کار بھی اس کے پیچھے آ رہی تھی۔ بلیک زیرو نے سوچا کہ مجرموں کو یہیں کہیں کور کرے اور پھر انھیں جوزف کے حوالے کر کے واپس اسٹرانگ روم کی طرف جائے۔ کیونکہ اسے اب یہ بھی خدشہ ہو رہا تھا کہ مجرموں نے کہیں پیچیدہ منصوبہ نہ بنایا ہو کہ یہ غیر ملکی مجرم ہو سکتا ہے۔ باگوپ ہو یا اس کا ساتھ ہو۔ عمارت کو تباہ کرنے اور اس سے پیدا ہونے والی افراتفری سے باقی مجرم فائدہ اٹھا لیں۔ اس کے علاوہ اسے عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران کی بھی فکر لاحق ہو رہی تھی کیونکہ جس انداز میں دھماکے ہوئے تھے اور عمارت آگ کی لپیٹ میں آئی تھی اس سے بظاہر تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ ان کا حشر برا ہوا ہو گا۔

چنانچہ اس نے کار کی رفتار یکدم بڑھادی۔اور پھر چند لمحوں بعد اس نے غیر ملکی کی کار سے آگے بڑھ کر اس نے یکدم کار موڑ کر روک دی۔غیر ملکی نے پوری قوت سے بریک لگائی۔اس کے باوجود بھی اس کی کار ہلکے سے دھچکے سے بلیک زیرو کی کار سے ٹکرا ہی گئی۔

کار رکتے ہی بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے باہر نکلا۔مگر اسی لمحے اینڈریا نے اس پر فائر کر دیا۔اور گولی بلیک زیرو کے کان کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔بلیک زیرو پھرتی سے مجرموں کی کار کے بونٹ کی آڑ میں ہو گیا۔

غیر ملکی جو باگوپ تھا۔کار رکتے ہی ریوالور سنبھالے تیزی سے دروازہ کھول کر باہر رینگ گیا۔مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی حرکت کرتا اچانک جوزف کی سپورٹس کار ان کے پیچھے پہنچ گئی اور جوزف نے کار روکتے ہی کھڑکی سے ہاتھ نکال کر فائر کر دیا۔

باگوپ کے ہاتھ سے ریوالور نکلتا چلا گیا۔۔۔اینڈریا دوسری طرف سے کودی تھی۔اور پھر اس نے باہر نکلتے ہوئے جوزف پر فائر کر دیا۔مگر جوزف پہلے ہی آڑ میں آ چکا تھا۔جیسے ہی باگوپ کے ہاتھ سے ریوالور نکلا بلیک زیرو نے اچھل کر اسے چھاپ لیا۔مگر باگوپ پر اتنی آسانی سے قابو پانا کہاں ممکن تھا۔اس نے پھرتی سے اپنے جسم کو ایک مخصوص انداز میں حرکت دی اور بلیک زیرو الٹ کر کار کے اوپر جا گرا اور عین اسی لمحے دوسری طرف سے اینڈریا نے انتہائی پھرتی اور چابکدستی سے ریوالور کا دستہ بلیک زیرو کے سر پر مار دیا۔

دوسری طرف جوزف بھی شاید اسی انتظار میں تھا۔جیسے ہی اینڈریا کا ہاتھ ضرب لگا کر واپس لوٹا۔اس نے فائر کر دیا اس کے ہاتھ سے بھی ریوالور نکلتا چلا گیا۔

"خبردار اگر حرکت کی تو بھون ڈالوں گا"۔۔۔۔جوزف اچھل کر آگے بڑھا۔

بلیک زیرو ضرب کھا کر ایک لمحے کے لئے ضرور چکرایا مگر اس نے جلد ہی اپنے آپ پر قابو پالیا اور قلابازیاں کھا کر سیدھا ہو گیا۔

باگوپ انتہائی تیزی سے رینگتا ہوا بلیک زیرو کی کار کی دوسری طرف پہنچ گیا۔

بلیک زیرو اس کے پیچھے بھاگا۔مگر جیسے ہی وہ مڑا ایک بڑا پتھر اس کے سر پر پوری قوت سے لگا اور بلیک زیرو کی آنکھوں کے سامنے صحیح معنوں میں ستارے سے ناچ گئے اور اپنے آپ کو سنبھالنے کے باوجود سنبھال نہ سکا اور وہیں ڈھیر ہو گیا۔

جوزف نے جیسے ہی بلیک زیرو کو بے ہوش ہو کر گرتے دیکھا وہ تیزی سے آگے بڑھا۔اور صرف ایک لمحے کے لئے اینڈریا سے غافل ہو گیا۔اینڈریا نے اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور غوطہ مار کر دوسری طرف ہو گئی۔

جوزف اس کی طرف متوجہ ہوا مگر اب وہ محتاط تھا۔پھر جب وہ گھوم کر دوسری طرف گیا تو اینڈریا غائب تھی۔

جوزف نے اِدھر اُدھر دیکھا مگر اینڈریا سے کہیں نظر نہ آئی۔وہ تیزی سے آگے بڑھا تا کہ اینڈریا کے ساتھی کو کور کرے۔اور پھر جیسے ہی اس نے کار کی دوسری طرف سر نکالا۔اس کا بھی بلیک زیرو کا سا حشر ہوا۔ایک بڑا پتھر پوری قوت سے اس کی کھوپڑی سے ٹکرایا۔

ضرب اتنی زوردار تھی کہ جوزف الٹ کر زمین پر گرا۔اس نے سر پکڑ کر اٹھنے کی کوشش کی مگر اس کے سر پر دوبارہ قیامت ٹوٹ پڑی۔اور اس کے بعد اسے ہوش نہ رہا کہ وہ کہاں ہے۔

ان دونوں کے بے ہوش ہوتے ہی باگوپ تیزی سے آگے بڑھا اور ریوالور ڈھونڈنے لگا۔

اینڈریا بھی آ گئی۔وہ سڑک کے کنارے سے ایک گڑھے میں چھپی ہوئی تھی۔اپنا ریوالور اس نے اٹھا لیا تھا۔

"کیا انہیں ختم کر دوں"۔۔۔۔؟اینڈریا نے ریوالور کا رُخ جوزف کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"رہنے دو۔۔۔۔میں ابھی کسی الجھن میں نہیں پھنسنا چاہتا۔۔۔یہاں سے فوراً نکال چلو۔۔۔ابھی تو شکر ہے کہ کوئی گاڑی اس سڑک پر نہیں آئی"۔۔۔۔باگوپ نے اپنا ریوالور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ان دونوں کو یہیں پھینک جائیں"۔۔۔۔؟اینڈریا نے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔۔ان دونوں کو اپنے ساتھ لے جائیں گے"۔۔۔۔باگوپ نے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کو گھسیٹ کر اپنی کار میں ڈالا۔اور پھر اینڈریا کو اپنے ساتھ لا کر اس نے جوزف کو بھی اٹھا کر کار کے اندر ڈال دیا۔

اپنی کار کے سامنے کھڑی ہوئی بلیک زیرو کی کار کو ان دونوں نے دھکیل کر ایک طرف کیا اور اپنی کار نکال کر لے گئے۔جوزف اور بلیک زیرو پچھلی نشستوں پر بیہوش پڑے ہوئے تھے اور اینڈریا ان کی طرف رُخ کئے ہاتھ میں ریوالور تھامے چوکنی بیٹھی ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عمران کی طرف سے ہدایات ملتے ہی ٹائیگر نے سب سے پہلے اسٹرانگ روم کے حفاظتی انتظامات کا جائزہ لیا اور پھر اس نے ایک ایسے شخص کو تاڑ لیا جو محافظ دستے کا انچارج تھا اور رات کو پوری عمارت کے گرد راؤنڈ کرتا رہتا تھا۔

اس نے ایک سپاہی سے اس کا نام پوچھا اور پھر سیدھا اس سے ملنے کے لئے چلا گیا۔

"فرمائیے۔"حفاظتی دستے کے انچارج نے سخت نظروں سے ٹائیگر کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا نام راشد ہے؟"ٹائیگر نے سوال کیا۔

"جی ہاں۔"راشد نے جواب دیا۔وہ اب تک ٹائیگر کا سر سے پیر تک جائزہ لینے میں مصروف تھا۔

"آپ کے نام ایک پیغام ہے۔جو میں اکیلے میں صرف آپ کو بتا سکتا ہوں۔"ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میرے نام پیغام؟"راشد نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔آپ کے نام انتہائی ایمرجنسی پیغام ہے۔میں خاص طور پر اس پیغام کیلئے دوسرے شہر سے آیا ہوں۔"ٹائیگر نے جواب دیا۔

"میرے ساتھ آیئے۔" راشد نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔ اور پھر وہ ٹائیگر کو ہمراہ لئے عمارت سے باہر نکل کر ایک کیفے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کیفے کی ایک میز پر بیٹھنے کے بعد اس نے سوالیہ نظروں سے ٹائیگر کی طرف دیکھا۔

ٹائیگر نے کچھ کہنے کی بجائے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک کارڈ نکال کر اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

راشد نے جیسے ہی کارڈ پر نظر ڈالی وہ نمایاں طور پر چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں تشویش کے آثار ابھر آئے۔

"آپ سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہیں؟" راشد نے تشویش زدہ لہجے میں ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس محکمے کا نام پبلک مقامات پر لینا جرم ہے۔ بہر حال کارڈ سے آپ سمجھ سکتے ہیں۔" ٹائیگر نے کارڈ اس سے لے کر دوبارہ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"مگر میرا اس سے کیا تعلق؟" راشد نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"گہرا تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ کچھ مجرم اسٹرانگ روم سے ایک خفیہ فائل اڑانا چاہتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں انہوں نے آپ سے رابطہ قائم کیا ہے اور آپ نے ان کے ساتھ تعاون کی حامی بھر لی ہے۔" ٹائیگر نے لہجے کو یکدم سخت کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ غلط ہے۔ اوّل تو مجھ سے کسی نے رابطہ قائم نہیں کیا اور اگر کوئی کرے بھی سہی تو میں ان سے تعاون کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا۔ میرا بیس سالہ سروس ریکارڈ بالکل بے داغ ہے۔" راشد نے لہجے کو پُراعتماد بناتے ہوئے کہا۔

"ہمارا ابھی آپ کا سروس ریکارڈ دیکھ کر یہی خیال ہے۔ مگر اس کے باوجود ہمیں تحقیقات کرنی پڑتی ہے۔ میں آپ کے گھر کی تلاشی لینا چاہتا ہوں۔" ٹائیگر نے کہا۔

"مم۔۔۔ مگر۔۔۔" راشد نے ہچکچاتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

"دیکھئے۔ اگر آپ بے گناہ ہیں تو آپ کو تلاشی دینے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیے۔ ہچکچاہٹ کی صورت میں ہم مشکوک بھی ہو سکتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ایسی صورت میں زبان کھلوانے کے بے شمار طریقے ہیں۔" ٹائیگر نے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اُسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ میں ہچکچا نہیں رہا۔۔۔ آپ بے شک میرے مکان کی تلاشی لے لیں۔" راشد نے کہا۔

"تو پھر چلو۔ ابھی اس کام سے فارغ ہو جائیں۔" ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ مجھے ایک گھنٹے بعد ڈیوٹی پر پہنچنا ہے۔ اس لئے آپ شک مٹا لیں۔" راشد نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر راشد ٹائیگر کو لے کر اپنے فلیٹ میں آ گیا۔ یہ اب ٹائیگر کی خوش قسمتی تھی کہ راشد کی فیملی کسی اور شہر گئی ہوئی تھی۔

فلیٹ میں پہنچنے کے بعد ٹائیگر نے سرسری طور پر تلاشی لی اور پھر او۔کے کا فیصلہ دیا۔ راشد کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اب وہ اطمینان سے ٹائیگر کے سامنے بیٹھا تھا۔

"آپ کی ڈیوٹی تمام رات رہتی ہے؟" ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں۔ صبح چھ بجے تک میں ڈیوٹی پر رہتا ہوں۔" راشد نے بتایا۔

"کیا آپ عمارت کے اندر بھی راؤنڈ لگاتے ہیں؟" ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔ شام کو عمارت بند کر کے جدید ترین شعاعی نظام کو چالو کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد عمارت میں ایک مکھی تک داخل نہیں ہو سکتی۔ ہمارا کام صرف باہر سے عمارت کی حفاظت کرنا ہے۔" راشد نے جواب دیا۔

"او۔کے مسٹر راشد۔ آپ کے تعاون کا شکریہ۔" ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔" راشد بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر دوسرے لمحے اس کی کنپٹی پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ ٹائیگر کا جچا تلا مکہ پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر پڑا اور غریب راشد کے لئے ایک ہی مکہ کافی ہو گیا۔ وہ لہرا کر نیچے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

ٹائیگر نے اس کی وردی اتار کر پہن لی اور پھر جیب سے میک اپ باکس نکال کر اپنے چہرے پر اس کا میک اپ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب اس نے میک اپ باکس بند کر کے جیب میں ڈالا تو وہ مکمل طور پر راشد کا بھیس بدل چکا تھا۔ اب اُسے قریب سے دیکھ کر بھی کوئی نہیں پہچان سکتا تھا کہ وہ راشد نہیں ہے۔

میک اپ کرنے کے بعد اس نے اٹھ کر رسی ڈھونڈی اور پھر اس سے راشد کے ہاتھ پیر اچھی طرح باندھ کر ایک کپڑے کا گولہ بنا کر اس کے منہ میں ٹھونس دیا۔

"اچھا مسٹر راشد! اب صبح تک تم آرام کرو۔ صبح ضرور کوئی نہ کوئی تمہیں نجات دلا دے گا۔" ٹائیگر نے کہا اور پھر اسے اٹھا کر ایک صوفے پر لٹا دیا۔

اُسے یقین تھا کہ صبح سے پہلے کوئی فلیٹ میں داخل نہیں ہو گا۔ کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ وہ تمام رات ڈیوٹی پر رہتا ہے۔

ٹائیگر نے آخری نظر کمرے پر ڈالی اور پھر باہر نکل کر فلیٹ کا دروازہ بند کیا اور ٹیکسی پکڑ کر اسٹرانگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

اسٹرانگ روم میں کسی نے اس پر شک کا اظہار نہ کیا اور وہ باقاعدگی سے ڈیوٹی دینے لگا۔ رات گئے اس نے اعلیٰ افسران کی طرف سے ایک نوٹس وصول کیا جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو عمارت کی نگرانی میں تعاون دینے کا حکم درج تھا۔ اس نے ان سے تعاون کیا اور پھر اس کے سامنے ہی عمران اور اس کے ساتھی کمپاؤنڈ وال کے قریب جھاڑیوں میں چھپ گئے۔

ٹائیگر بدستور اپنی ڈیوٹی پر رہتا ہوا عمارت کے گرد راؤنڈ لگاتا رہا۔ کافی رات گئے جب وہ عمارت کی مشرقی سمت میں تھا اس نے آسمان پر سائیں سائیں کی آواز سنی۔ اس کی نظریں فوراً اوپر اٹھ گئیں اور اس نے سامنے والی عمارت کی چھت سے ایک سیاہ رنگ کے ڈبے کو آسمان کی طرف اڑتے ہوئے دیکھا اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ڈبہ عمارت کی چھت کے اوپر پہنچ کر نیچے گرنے لگا۔

ٹائیگر سمجھ گیا کہ مجرموں نے حملے کا آغاز کر دیا ہے اس لئے وہ تیزی سے کمپاؤنڈ وال کے قریب دبک گیا۔

دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمارت کے گرد آگ کی چادر پھیلتی چلی گئی۔ عمارت کی چھت پر لگی ہوئی سرچ لائٹیں بجھ گئیں۔ اور پھر ایک اور دھماکہ ہوا۔ اور عمارت کے سامنے کی کمپاؤنڈ وال ٹکڑے ٹکڑے ہو کر فضا میں بکھر گئی۔

ٹائیگر چونکہ مشرقی سمت کی کمپاؤنڈ وال کے قریب تھا اس لئے وہ بچ گیا۔ مگر چونکہ اسے معلوم تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران اور علی عمران اسی کمپاؤنڈ وال کے قریب تھے جو تباہ ہوئی ہے اس لئے وہ دھماکہ ختم ہوتے ہی اٹھ کر تیزی سے ادھر دوڑا۔ زخمیوں کی چیخ وپکار سے پورا ماحول گونج رہا تھا۔ شدید اندھیرا ہونے کے باعث وہ عمران کو نہ ڈھونڈ سکا۔

عمران کی تلاش کے دوران اسے مجرموں کا خیال آیا۔ اس نے سوچا کہ عمران کو تلاش کرنے کی بجائے مجرموں کو تلاش کیا جائے۔ کیونکہ عمران اپنی حفاظت خود کر سکتا ہے۔

اس نے سیاہ ڈبہ جس نے یہ تمام تباہی پھیلائی تھی سامنے والی عمارت کی چھت سے اڑتا ہوا صاف دیکھا تھا چنانچہ وہ ٹوٹی ہوئی کمپاؤنڈ وال کراس کر کے تیزی سے عمارت کی طرف دوڑا۔ چونکہ دھماکوں اور چیخوں سے ارد گرد کی عمارتوں سے لوگ باہر نکل آئے تھے اس لئے ہر طرف افراتفری سی پھیلی ہوئی تھی۔ اس افراتفری میں وہ بھاگتا ہوا عمارت کے داخلی دروازے پر پہنچ گیا۔

جیسے ہی وہ وہاں پہنچا اس نے جوزف کو تیزی سے عمارت کے اندر سے باہر نکلتے دیکھا۔ اس کا رخ پارکنگ کی طرف تھا۔

ٹائیگر سمجھ گیا کہ جوزف ضرور مجرموں کے پیچھے ہو گا۔ چنانچہ وہ بھی جوزف کے پیچھے دوڑ پڑا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ جوزف کی کار کے قریب پہنچتا۔ جوزف نے کار اسٹارٹ کی اور پھر اس کی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ کر سڑک پر پہنچ گئی۔ جوزف سے پہلے دو کاریں اسٹارٹ ہو کر سڑک پر پہنچ چکی تھیں۔ جوزف کی کار کا رخ بھی اسی طرف تھا جدھر وہ کاریں گئی تھیں۔

ٹائیگر نے جوزف کی کار جاتے دیکھ کر تیزی سے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اس کی نظر پارکنگ کے قریب کھڑی ایک موٹر سائیکل پر پڑ گئی۔ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا موٹر سائیکل کی طرف بڑھا۔ اُس نے اُسے زور سے دھکا دے کر نیچے گرا دیا۔ اور پھر جھٹکے سے سیدھا کر دیا۔ اس کا ہینڈل لاک جھٹکا کھانے سے ٹوٹ گیا۔

ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ایک چابی نکالی اور پھر اگنیشن میں ڈال کر زور سے کک لگائی۔ دوسرے لمحے موٹر سائیکل سٹارٹ ہو گیا پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی طرف متوجہ ہوتا اس کا موٹر سائیکل بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھا اور سڑک پر دوڑتا چلا گیا۔

ٹائیگر نے موٹر سائیکل کا رخ ادھر موڑ دیا جدھر اس نے جوزف کی کار کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہ ایک طویل سڑک تھی جو کافی فاصلے کے بعد مین روڈ سے جا ملتی تھی۔ ٹائیگر لمحہ بہ لمحہ سپیڈ بڑھاتا چلا جا رہا تھا تاکہ جلد از جلد جوزف کی کار کے پیچھے پہنچ جائے۔ اب وہ موٹر سائیکل کو اس کی انتہائی رفتار پر چلا

رہا تھا۔ جلد ہی وہ مین روڈ کے چوک پر پہنچ گیا۔ یہاں سے تین طرف کو سڑکیں بنی تھیں۔ ایک سڑک سُپر مارکیٹ کو جاتی تھی اور ایک دوسرے شہر کی طرف جبکہ تیسری مضافات کی طرف نکلتی تھی۔ جہاں نئی کالونیاں بن رہی تھیں۔

ٹائیگر نے ایک لمحے کے لئے چوک پر رُک کر کچھ سوچا اور پھر اس نے مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر موٹر سائیکل ڈال دیا۔ کیونکہ اس کا اب تک کا تجربہ یہی کہتا تھا کہ مجرم ہمیشہ شہر کے مضافات میں اڈہ بناتے ہیں۔ شہر کی گنجان آبادی میں چونکہ ان کی نقل وحرکت ہمسایوں کے لئے پراسرار ہو جاتی ہے اس لئے نئی کالونیوں میں رہنے پر ترجیح دی جاتی ہے۔

بہر حال یہ ایک رسک تھا۔ کافی دور جا کر جیسے ہی وہ ایک موڑ مڑا دور سے اس کے کانوں میں فائرنگ کی آواز آئی اور اس نے موٹر سائیکل کی سپیڈ اور بڑھا دی۔ فائرنگ کی آواز بے حد ہلکی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ مجرم اور جوزف کا ٹکراؤ اس سے کافی فاصلے پر ہوا ہے۔ مگر اس کا موٹر سائیکل جس رفتار سے دوڑا چلا جا رہا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ چند لمحوں میں ہی مطلوبہ مقام پر پہنچ جائے گا۔

پھر جیسے ہی اس نے ایک اور موڑ کاٹا۔ اُسے دور سے تین کاریں سڑک پر کھڑی نظر آ گئیں۔ وہ لمحہ بہ لمحہ نزدیک ہوتا چلا جا رہا تھا۔ پھر اس نے واضح طور پر سب کچھ دیکھ لیا۔ ایک مرد اور عورت جوزف کو گھسیٹ کر ایک کار میں ڈال رہے تھے۔ ابھی ٹائیگر کافی فاصلے پر تھا۔ مگر اب وہ مطمئن تھا کہ جلد ہی مجرموں کو پکڑ لے گا۔

مگر دوسرے لمحے اس کے موٹر سائیکل کو جھٹکا لگا اور اس کا انجن بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی موٹر سائیکل کی رفتار یکدم کم ہوتی چلی گئی۔

ٹائیگر نے چونک کر ڈائل پر نظر ڈالی اور اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ موٹر سائیکل کا پٹرول ختم ہو چکا تھا۔ سپیڈ میٹر پر موجود پٹرول کی مقدار دکھانے والی سوئی صفر پر پہنچ گئی تھی۔

ٹائیگر ابھی مجرموں سے قریباً پانچ سو گز دور تھا کہ اس کا موٹر سائیکل رک گیا۔ وہ اچھل کر موٹر سائیکل سے نیچے اترا اور پھر اس نے موٹر سائیکل کو سٹینڈ پر کھڑا کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہ کی۔ مجرم اس وقت ایک کار کو دھکیل کو ایک طرف کر رہے تھے۔ ٹائیگر نے پیدل ہی ان کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔

جہاں مجرم موجود تھے وہاں قریب سے سڑک ہلکا سا خم کھاتی تھی۔ اس لئے ابھی تک مجرموں کی نظر ٹائیگر پر نہ پڑی تھی اور شاید وہ جلدی میں بھی تھے اس لئے ٹائیگر کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ کار میں بیٹھ کر آگے بڑھ گئے۔

جب ٹائیگر دوڑتا ہوا ان کاروں کے پاس پہنچا تو مجرموں کی کار کافی سے زیادہ فاصلہ طے کر چکی تھی۔

ٹائیگر نے جھپٹ کر جوزف کی سپورٹس کار کا دروازہ کھولا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے موٹر سٹارٹ کر دی۔ چابی اگنیشن میں موجود تھی۔ اس لئے اُسے کوئی دقت پیش نہ آئی اور سپورٹس کار ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھ گئی۔ ٹائیگر نے ایک نظر پٹرول کی مقدار دکھانے والی سوئی پر ڈالی تو یہ

دیکھ کر اس نے اطمینان کا سانس لیا کہ اس کی ٹینکی بھری ہوئی تھی۔ وہ سپورٹس کار کی رفتار بڑھاتا چلا گیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے مجرموں کی کار کو چیک کر لیا۔ مگر اب اس نے کار کی رفتار ہلکی کر دی کیونکہ وہ ان سے فوری طور پر ٹکرانا نہیں چاہتا تھا۔

اسے عمران کا دیا ہوا سبق اچھی طرح یاد تھا کہ پہلے مجرموں کے ٹھکانے کا پتا لگایا جائے پھر ان سے ٹکرایا جائے تاکہ اگر مجرم نکل بھی جائیں تب بھی ان کے ٹھکانے پر انہیں دوبارہ پکڑا جا سکے۔

مجرموں کی کار تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی ایک نئی کالونی کی طرف مڑنے والی سڑک پر گھوم گئی۔ اور ٹائیگر نے بھی کار ان کے پیچھے اُسی سڑک پر گھما دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ایک سپورٹ کار ہمارا تعاقب کر رہی ہے۔" اینڈریا نے جو گردن گھمائے جوزف اور بلیک زیرو کو چیک کر رہی تھی۔ پچھلے شیشے سے سپورٹس کار کو اپنے پیچھے آتے دیکھ کر کہا۔

"ہاں۔۔۔ میں دیکھ رہا ہوں اور مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی کار ہے جس میں سے یہ حبشی اترا تھا۔ باگوپ نے دانت بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں ہاں۔۔۔ بالکل وہی کار ہے۔ مگر حبشی تو کار میں اکیلا تھا۔ پھر یہ کار چلانے والا کہاں سے آگیا۔" اینڈریا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"معلوم نہیں۔۔۔ بہر حال ابھی معلوم ہو جائے گا کہ کار ہمارا تعاقب کر رہی ہے یا نہیں۔" باگوپ نے کہا اور پھر اس نے کار ایک کالونی کی طرف مڑنے والی سڑک پر ڈال دی۔

پیچھے آنے والی سپورٹس کار بھی اسی سڑک پر مڑ آئی تو باگوپ نے ایک طویل سانس لیا۔

"واقعی ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔" اس نے کہا۔

"پھر۔۔۔" اینڈریا نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ہمیں یہ کار ان دونوں سمیت کہیں چھوڑنی پڑے گی۔ میں جلد از جلد فائل کسی محفوظ جگہ منتقل کرنا چاہتا ہوں۔" باگوپ نے جواب دیا۔

اب وہ کالونی کے اندر داخل ہو چکے تھے۔ یہاں آباد کوٹھیوں کی نسبت زیرِ تعمیر کوٹھیوں کی تعداد زیادہ تھی۔

باگوپ نے تیزی سے ایک موڑ مڑتے ہی کار ایک زیرِ تعمیر کوٹھی کے پھاٹک سے اندر موڑ لی۔ اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اینڈریا بھی بجلی کی سی تیزی سے باہر آگئی۔

وہ دونوں ایک دیوار کی آڑ لیتے ہوئے تیزی سے کوٹھی کی پچھلی سمت آئے اور پھر باگوپ کو ایک گٹر کا کھلا دھانہ نظر آگیا۔ یہ گٹر ابھی زیر تعمیر تھا۔ اس لئے ظاہر ہے کہ خشک ہی ہو گا۔ وہ اینڈریا کا ہاتھ تھامے اس میں اترتا چلا گیا اور پھر پائپ لائن میں سے ہوتے ہوئے وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔

کافی دور آنے کے بعد باگوپ کو ایک اور دھانہ نظر آیا تو وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آگیا۔ اس نے دھانے سے جب سر نکالا تو اپنے آپ کو کالونی سے کافی دور ایک کھیت کے کنارے پر پایا۔ وہ اچھل کر باہر آگیا اور اس کے بعد اینڈریا بھی باہر آگئی۔

پھر وہ دونوں کھیتوں کی آڑ لیتے ہوئے کالونی سے ہٹ کر دوبارہ مین روڈ پر آگئے۔ چونکہ اس وقت وہاں کسی ٹریفک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے وہ سڑک سے ہٹ کر چلتے رہے اور تقریباً صبح کے قریب وہ شہر میں داخل ہو گئے۔ پھر جلد ہی انہیں ایک ہوٹل کا بورڈ نظر آگیا اور باگوپ اینڈریا کو لئے ہوٹل میں گھستا چلا گیا۔

چونکہ وہ دونوں غیر ملکی تھے۔ اس لئے کاؤنٹر مین نے ان کے سامان کے متعلق بھی کچھ دریافت نہ کیا اور انہیں فوری طور پر ایک کمرہ الاٹ کر دیا۔

کمرے میں داخل ہو کر باگوپ نے اطمینان کی طویل سانس لی اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا کیمرہ باہر نکالا۔ یہ آٹو میٹک کیمرہ تھا جس میں خود بخود فلم ڈویلپ ہو جاتی تھی۔ اس نے کیمرہ کی پشت پر لگے ہوئے چند ننھے منے بٹن دبائے تو فلم کا رول باہر آگیا۔

اینڈریا کمرے میں داخل ہوتے ہی سیدھی باتھ روم میں گھس گئی تھی۔ جب منہ ہاتھ دھو کر اور بالوں کو کنگھی کر کے وہ باہر نکلی تو اس نے باگوپ کو سر پکڑے بیٹھے دیکھا۔ فلم رول سامنے میز پر پڑا ہوا تھا۔

"کیا ہوا؟" اینڈریا نے چونک کر پوچھا۔

"چوٹ ہو گئی۔" باگوپ نے زبان کو دانتوں سے کاٹتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔ کیا ہوا؟" اینڈریا نے تشویش سے پُر لہجے میں پوچھا۔ وہ حیران تھی کہ جب وہ سب کو دھوکا دے کر اور فلم حاصل کر کے اس کمرے تک پہنچ گئے ہیں تو پھر چوٹ کیسے ہو گئی۔

"اس فلم کو دیکھو۔" باگوپ نے فلم کا رول اٹھا کر اینڈریا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور خود اٹھ کر پریشانی کے عالم میں کمرے میں ٹہلنے لگا۔

اینڈریا نے فلم رول سیدھا کر کے روشنی میں دیکھا۔ وہ چند لمحے بغور فلم کو دیکھتی رہی۔

"مورس کوڈ میں تحریر ہے۔" باگوپ نے کہا۔

اور پھر اینڈریا بھی بری طرح چونک پڑی۔ اس کے ہاتھ سے فلم رول چھوٹ کر نیچے قالین پر گر گیا تھا۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ علی عمران کا کیا مطلب؟" اینڈریا کی آنکھوں سے حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے آثار بھی نمایاں تھے۔

"مطلب صاف ہے کہ علی عمران نے وہ فائل پہلے ہی تبدیل کر لی ہے۔ اور موجودہ فائل میں مورس کوڈ میں اس کا پیغام درج ہے۔" باگوپ نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر رول اٹھا کر اُسے پڑھنے لگا۔

"علی عمران کی طرف سے باگوپ اور اینڈریا کو سلام ہو۔ مجھے افسوس ہے کہ تمہارا مشن ناکام ہو گیا ہے اور ہونا بھی تھا کیونکہ یہ میرا ملک ہے۔ یہاں تم

جیسے مجرم صرف فٹ پاتھوں پر بیٹھ کر چنے بیچ سکتے ہیں۔ جرم کرنا تمہارے بس سے باہر ہے۔ ویسے مطمئن رہو میں تم سے معافی لینے ضرور آؤں گا۔"

"اوہ۔۔۔ یہ علی عمران تو انتہائی خطرناک آدمی ثابت ہوا ہے۔" اینڈریا نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔ اب اس کا خاتمہ لازمی ہو گیا ہے۔" باگوپ نے سرد لہجے میں کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باتھ روم میں چلا گیا۔ اور اینڈریا سر پکڑے صوفے پر بیٹھی رہ گئی۔ میز پر پڑا ہوا فلم رول اس کا منہ چڑا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ٹائیگر مجرموں کی کار کا تعاقب کرتا ہوا کالونی کے اندر داخل ہو گیا۔ مگر ایک موڑ مڑ کر جیسے ہی اس نے کار سیدھی کی وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ سڑک خالی تھی۔ پھر اس نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر کار کی ہیڈ لائٹس میں اُسے ٹائروں کے نشان ایک کوٹھی کے اندر جاتے ہوئے دکھائی دیے۔ یہ کوٹھی ابھی زیرِ تعمیر تھی اس نے کوٹھی کے پھاٹک کے قریب کار روکی اور اتر کر تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ سامنے ہی مجرموں کی کار موجود تھی۔ اس کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔

ٹائیگر دوڑتا ہوا کار تک پہنچا اور اس نے اندر نظر ڈالی تو اسے جوزف اور ایک اور شخص پچھلی نشستوں پر بے ہوش پڑے دکھائی دیے۔ مجرم غائب تھے۔ ٹائیگر نے ایک لمحے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر بغل میں لٹکا ہوا ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور دیوار کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوا کوٹھی کی پچھلی سمت کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ بے حد محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ مجرم کہیں اندھیرے میں چھپے ہوئے اس کی تاڑ میں نہ بیٹھے ہوں اور وہ اندھیرے سے نکلنے والی کسی گولی کا شکار نہ ہو جائے۔

مگر آہستہ آہستہ اس نے پوری کوٹھی چھان ماری۔ مجرموں کا کہیں نام ونشان تک نہ تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ آخر مجرم کہاں سے فرار ہوئے ہوں گے کیونکہ کوٹھی کی بیرونی چار دیواری کافی اونچی تھی اور اس کا ایک ہی پھاٹک تھا۔ جس میں وہ کار لے کر اندر داخل ہوئے تھے اور کار اس کی نظروں سے زیادہ سے زیادہ تین چار منٹ کے لئے اوجھل ہوئی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر مجرم واپس پھاٹک کی طرف گئے ہوتے تو یقیناً اس کی نظروں میں آ جاتے۔ مجرم یقیناً کوٹھی کے اندر سے غائب ہوئے تھے۔

چنانچہ اس نے ایک بار پھر تلاشی کا آغاز کیا اور پھر اُسے کوٹھی کی پچھلی سمت گٹر کا کھلا ہوا دھانہ نظر آ گیا۔ اس نے دھانے کی زمین کے ساتھ کان لگا دیے مگر ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے چند لمحوں تک آواز سننے کی کوشش کی مگر ناکام ہونے کی صورت میں وہ ایک طویل سانس لے کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

مجرم ہاتھ سے نکل چکے تھے۔ اس لئے وہ واپس اس کار کی طرف بڑھا جس میں جوزف اور اس کا ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس نے ان دونوں کا گھسیٹ کر کار سے باہر نکالا اور انہیں ہوش میں لے آنے کی کوششوں میں مصروف ہو گیا۔

چند لمحوں بعد جوزف کے ساتھی نے آنکھیں کھول دیں۔ ایک لمحے تک وہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتا رہا پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھر آئی اور وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اُسی لمحے جوزف بھی ہوش میں آ گیا۔

"کک۔۔۔ کیا ہوا؟" جوزف نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں ٹائیگر پر جم گئیں۔

"مجرم نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔" ٹائیگر نے کہا اور پھر اس کی آواز سُن کر بلیک زیرو چونک پڑا۔ وہ آواز سے پہچان گیا تھا کہ بولنے والا ٹائیگر ہے۔

"ٹائیگر تم یہاں کیسے آ گئے؟ تمہاری ڈیوٹی تو اسٹرانگ روم پر تھی۔" بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

اور ٹائیگر اپنا نام سن کر چونک پڑا۔ اُسے تو یہی معلوم تھا کہ عمران کے علاوہ اُسے اور کوئی نہیں جانتا اور اسٹرانگ روم پر چہرے کی ہدایات بھی عمران نے ہی دی تھیں۔ پھر اس آدمی کو کیسے پتہ چلا۔

"میں مجرموں کا پیچھا کرتا ہوا یہاں تک چلا آیا ہوں۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تفصیل سے بتلاؤ۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"مم۔۔۔ مگر۔۔۔" ٹائیگر ہچکچا کر بولا۔

"جس طرح تم عمران کے ساتھی ہو اسی طرح میں بھی عمران کا ہی ساتھی ہوں سیکرٹ سروس سے ہٹ کر۔ اس لیے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔"

بلیک زیرو اسے ہچکچاتا دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ وہ اس کی شخصیت کے متعلق جاننا چاہتا ہے۔

ٹائیگر کی ہچکچاہٹ ختم ہو گئی اور اس نے تفصیل سے تمام حالات بتا دیے۔

"جوزف۔۔۔! تم ٹائیگر سمیت واپس اسٹرانگ روم جاؤ۔ میں مجرموں کا پتا چلاتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں ان کا سراغ نکال لوں گا۔ وہ ضرور گٹر کے ذریعے بھاگے ہوں گے۔" بلیک زیرو نے کہا اور پھر جیب سے ٹارچ نکال لی۔

"ہاں۔۔۔ ٹارچ کے ذریعے ان کے قدموں کے نشانات معلوم کئے جا سکتے ہیں۔" ٹائیگر نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

پھر بلیک زیرو نے ان دونوں کو سپورٹس کار میں واپس بھیج دیا اور خود مجرموں کی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پہلے تو کار کی اچھی طرح سے تلاشی لی مگر وہاں اُسے کوئی کلیو نہ مل سکا۔ پھر وہ ٹارچ کے ذریعے ان کے قدموں کے نشانات دیکھتا ہوا گٹر کے دھانے پر پہنچ گیا۔ چونکہ کوٹھی کی زمین ابھی ناپختہ تھی اس لئے قدموں کے نشانات صاف نظر آ رہے تھے۔

وہ گٹر کے اندر اتر گیا۔ خشک گٹر میں اُسے ایک مرد اور ایک عورت کے قدموں کے نشانات آگے بڑھتے ہوئے صاف دکھائی دیے اور وہ ٹارچ کی روشنی میں قدموں کے نشانات کے سہارے آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر جب وہ ایک گٹر کے دھانے سے باہر نکلا تو اس نے اپنے آپ کو کھیتوں کے درمیان

پایا۔ قدموں کے نشانات یہاں بھی موجود تھے۔ انہیں دیکھتا ہوا وہ مین روڈ پر آ گیا۔

یہاں اُس نے سڑک سے ہٹ کر ان کے قدموں کا سراغ لگا لیا۔ ان کا رخ شہر کی طرف تھا۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک مسلسل چلنے کے بعد وہ شہر میں داخل ہو گیا۔ یہاں آ کر قدموں کے نشانات پختہ سڑک پر غائب ہو گئے تھے۔

وہ سوچنے لگا کہ مجرم اب کہاں گئے ہوں گے وہ سوچتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر اُسے قریب ہی ایک ہوٹل کا بورڈ نظر آ گیا۔ اس نے ہوٹل کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ مجرموں کے لئے اس ہوٹل سے زیادہ اچھی پناہ گاہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ خاصا دن نکل آیا تھا اور اب سڑکوں پر چہل پہل ہو گئی تھی۔

ہوٹل میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

"فرمایئے۔" کاؤنٹر مین نے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کارڈ نکالا اور ایک لمحے کے لئے کاؤنٹر مین کے سامنے کر کے اسے تہہ کرتے ہوئے کہا۔

"خفیہ پولیس۔" بلیک زیرو کا لہجہ بھی پولیس والا ہی تھا۔

"جج۔۔۔ جی فرمایئے۔" کاؤنٹر مین خفیہ پولیس کا لفظ سن کر ہی گھبرا گیا تھا۔

"کچھ دیر پہلے ایک غیر ملکی مرد اور عورت تمہارے ہوٹل میں آئے ہیں وہ کون سے کمرے میں ہیں؟" بلیک زیرو نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"وہ افریقی مرد اور یورپین عورت؟" کاؤنٹر مین نے پوچھا۔

"ہاں ہاں وہی۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"روم نمبر ۱۵ اور دوسری منزل۔" کاؤنٹر مین نے گھبراہٹ بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ابھی تک وہ کمرے میں ہی ہیں؟" بلیک زیرو نے دوسرا سوال کیا۔

"جی ہاں جناب۔" کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ یہ خیال رکھنا کہ اگر میرے متعلق انہیں تم سے یا ہوٹل کے کسی آدمی سے پتا چلا تو تم جانتے ہو کہ تم سب کا کیا حشر ہو گا۔" بلیک زیرو نے اسے سرد نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ پولیس سے تعاون ہمارا فرض ہے۔" کاؤنٹر مین نے جواب دیا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

سیڑھیاں چڑھ کر وہ دوسری منزل پر پہنچا تو پوری منزل خالی پڑی ہوئی تھی۔ ابھی تک کمروں میں رہنے والے بیدار نہیں ہوئے تھے۔ وہ محتاط انداز میں قدم بڑھاتا ہوا کمرہ نمبر پندرہ کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے جھک کر کی ہول سے اندر نظر ڈالی مگر اندر اندھیرا تھا۔ اور کی ہول کے سامنے ایک پردہ لہرا رہا تھا۔ وہ ایک طویل سانس لے کر سیدھا ہو گیا۔ اس نے جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں پکڑا اور پھر ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے دروازے پر دستک دینی شروع کر دی۔

"کون ہے؟" دوسری دستک پر اندر سے نسوانی آواز سنائی دی۔

"ویٹر۔" بلیک زیرو نے گھبراتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"کیا بات ہے؟ کیوں آئے ہو؟" نسوانی آواز میں سختی آ گئی۔

"نیچے پولیس آئی ہے اور آپ کے متعلق پوچھ گچھ کر رہی ہے۔ میں آپ کو مطلع کرنے آیا ہوں۔" بلیک زیرو نے بدستور گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ سامنے ایک نوجوان دیسی عورت کھڑی تھی۔

بلیک زیرو دروازہ کھلتے ہی اُسے دھکیلتے ہوئے اندر لے گیا۔ اس نے ریوالور کی نال اس کی گردن سے لگا دی۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کون ہو تم؟" عورت کی خوف زدہ آواز سنائی دی۔

"تمہارا ساتھی کہاں ہے؟" بلیک زیرو نے خالی کمرے میں نظریں گھماتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"میرا ساتھی۔۔۔ میرا ساتھی تو کوئی نہیں ہے۔ میں تو اکیلی ہوں۔" عورت کا لہجہ ابھی تک خوف زدہ تھا۔

بلیک زیرو اُسے ریوالور کی زد پر لیے باتھ روم کی طرف بڑھا اور پھر اس نے لات مار کر دروازہ کھول دیا مگر باتھ روم بھی خالی پڑا ہوا تھا۔ اب تو بلیک زیرو چکرا گیا۔

"تمہارا وہ افریقی ساتھی کہاں گیا جس کے ساتھ تم ہوٹل میں آئی تھیں؟" بلیک زیرو نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ میرا کوئی ساتھی نہیں ہے۔ میں اکیلی ہوں۔" عورت کا لہجہ اس بار سنبھلا ہوا تھا۔

"دیکھو! سب کچھ شرافت سے بتلا دو ورنہ۔۔۔" بلیک زیرو کا لہجہ تند ہو گیا تھا۔

"مم۔۔۔ مگر۔۔۔" عورت نے کچھ کہنا چاہا۔

اسی لمحے بلیک زیرو کا زوردار تھپڑ اس کے منہ پر پڑا اور وہ چیخ مار کر قالین پر الٹ گئی۔

"خبردار اگر چیخنے کی کوشش کی تو گولی مار دوں گا۔ اپنے ساتھی کا پتہ بتاؤ۔ وہ کہاں گیا ہے؟" بلیک زیرو نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر دباتے ہوئے کہا۔

لڑکی چند لمحوں تک خوفزدہ نظروں سے بلیک زیرو کو دیکھتی رہی پھر اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی لہرائی۔

بلیک زیرو چمک دیکھتے ہی چونکا ہوا۔ مگر عورت نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی لات پکڑ کر مروڑ دی اور بلیک زیرو الٹ کر منہ کے بل زمین پر گر گیا۔

اسی لمحے عورت نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے ہاتھ سے ریوالور جھپٹ لیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو سنبھلتا اس کی کنپٹی پر بھرپور لات لگی۔

ایک لمحے کے لئے اس کے دماغ میں اندھیرا اچھیلا مگر بلیک زیرو نے فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر اس کی لات انتہائی تیزی سے حرکت میں آئی اور عورت کی پنڈلی پر زوردار ضرب لگی۔ وہ چیختی ہوئی منہ کے بل صوفے پر جا گری۔ بلیک زیرو نے بجلی کی سی تیزی سے اُچھل کر اُسے چھاپ لیا۔ اس نے ایک ہاتھ اس کے ریوالور والے ہاتھ پر رکھا اور دوسرا ہاتھ اس کی گردن کے گرد جما دیا۔

بلیک زیرو نے جیسے ہی اس کی گردن کو جھٹکا دیا عورت کے منہ سے بھینچی بھینچی آواز نکلی اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکلتا چلا گیا۔

بلیک زیرو نے اس کی گردن کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور عورت کے ہاتھ پیر ڈھیلے ہوتے چلے گئے۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

بلیک زیرو نے اُسے سیدھا کر کے قالین پر ڈال دیا۔ وہ چند لمحے بغور اس کی نبض دیکھتا رہا۔ پھر جب اسے یقین ہو گیا کہ عورت واقعی بے ہوش ہو چکی ہے تو وہ طویل سانس لے کر سیدھا ہوا۔ اس نے ایک بار پھر پورے کمرے کی تلاشی لی اور پھر اُسے پلنگ کے نیچے ایک فلم رول پڑا نظر آ گیا۔ اس نے تیزی سے فلم رول اٹھایا اور اُسے کھول کر روشنی میں دیکھنے لگا۔

دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ فلم رول میں موجود علی عمران کا پیغام اس نے پڑھ لیا تھا۔

"ہوں۔ تو مجرم چوٹ کھا گئے۔" بلیک زیرو نے فلم رول جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ عورت اینڈریا ہی ہے اور باگوپ اس سے پہلے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اُسے چونکہ معلوم تھا کہ باگوپ میک اپ کا ماہر ہے اس لئے ہوٹل والے اُسے پہچان نہیں سکے ہوں گے۔ یا پھر ہو سکتا ہے کہ وہ کسی اور دروازے سے نکلا ہو۔ بہر حال اینڈریا اس کے ہتھے چڑھ چکی تھی۔ اور اُسے یقین تھا کہ اس کے ذریعے وہ بآسانی باگوپ تک پہنچ سکتا ہے۔

چنانچہ اس نے اُسے اٹھا کر اپنے کاندھے پر لادا اور پھر کمرے سے باہر نکل کر سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دارالحکومت کے سپیشل ملٹری ہسپتال کے ایک بڑے سے کمرے میں اس وقت موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ جبکہ اس کمرے میں ملک کے اعلیٰ ترین حکام موجود تھے۔

سر سلطان اور سر رحمان بھی اپنی اپنی کرسیوں پر سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے۔ سر سلطان کے چہرے پر شدید پریشانی اور غم کے آثار نمایاں تھے۔ جبکہ سر رحمان کا چہرہ تو سپاٹ تھا مگر آنکھوں میں پھیلی ہوئی سرخی بتا رہی تھی کہ وہ اندر ہی اندر کوئی صدمہ برداشت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

ڈاکٹر خاموشی سے چلتا ہوا سر سلطان کے قریب آیا اور پھر کہنے لگا۔

"مجھے افسوس ہے جناب۔ علی عمران کی حالت انتہائی نازک ہے۔ اُسے خطرناک دماغی ضرب پہنچی ہے۔ اس کے زندہ بچنے کا چانس صرف ایک فیصد ہے۔ اور اگر زندہ بچ بھی گیا تو یا تو ہمیشہ کے لئے اس کی یادداشت غائب ہو جائے گی یا پھر اس کا دماغ الٹ جائے گا۔" ڈاکٹر نے دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

سر رحمان نے یہ سن کر سر جھکا لیا۔ مگر سر سلطان ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ڈاکٹر! اُسے کسی بھی صورت میں ٹھیک کر دو۔ وہ ہمارے ملک کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔ ڈاکٹر یقین کرو۔ اگر اُسے کچھ ہو گیا تو یہ ملک ختم ہو جائے گا۔" سر سُلطان کی آواز پھٹ گئی تھی۔

"مجھے افسوس ہے سر سلطان! میں اس سلسلے میں آپ کو کوئی جھوٹی امید نہیں دلا سکتا۔ مریض کی حالت انتہائی نازک ہے۔ اس کے دماغ کا آپریشن کرنا پڑے گا۔ اور اس صورت میں بھی اس کے زندہ بچنے کے چانسز صرف ایک فیصد ہیں۔ اور طبّی نقطہ نظر سے اگر وہ بچ بھی گیا تب بھی وہی صورت پیش آ سکتی ہے جس کا ذکر میں نے ابھی کیا ہے۔ ہاں قدرت کا کوئی معجزہ ہو جائے تو دوسری بات ہے۔" ڈاکٹر نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا دنیا میں کوئی ایسا قابل ڈاکٹر نہیں ہے جو کچھ امید دلا سکے؟" سر سلطان نے دانت ہونٹوں پر جماتے ہوئے بھینچے بھینچے لہجے میں کہا۔

"میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ البتہ ڈاکٹر شوالا کو جرمنی سے بلا لیا جائے تو ہو سکتا ہے وہ امید دلا دے۔ وہ اس وقت دماغی امراض کا دنیا کا سب سے قابل ڈاکٹر ہے۔ اور اُس نے بعض اوقات ناممکن کو بھی ممکن کر دکھایا ہے۔ مگر اس کا یہاں فوری پہنچنا ضروری ہے۔ زیادہ سے زیادہ دس گھنٹے بعد مریض کا آپریشن ہو جانا ضروری ہے۔ اس کے بعد ایک لمحے کی دیر بھی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ مریض کا خیال رکھیں۔ میں ڈاکٹر شوالا کو فوری طور پر بلانے کا بندوبست کرتا ہوں۔" سر سلطان نے کہا اور پھر وہ تیزی سے ٹیلی فون کی طرف جھپٹے اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے میں مصروف ہو گئے۔

تقریباً دس منٹ تک بات کرنے کے بعد انہوں نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ڈاکٹر شوالا دس گھنٹوں کے اندر اندر یہاں پہنچ جائے گا۔" سر سلطان نے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر جناب! ہم پوری کوشش کریں گے کہ مریض کی ان کے آنے تک حالت ٹھیک رہے۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر! کیا میں عمران کو دیکھ سکتا ہوں؟" سر رحمان نے جواب تک خاموش بیٹھے تھے اچانک ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اب کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اندر سے بُری طرح ٹوٹ چکے ہیں۔

"ہاں۔ آپ انہیں دیکھ سکتے ہیں۔ آیئے میرے ساتھ۔" ڈاکٹر نے کہا۔

پھر سر سلطان اور سر رحمان کو اپنے ہمراہ لیے وہ مختلف برآمدوں سے گزرتا ہوا ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔

کمرے کے درمیاں میں آکسیجن ٹینٹ کے اندر عمران لیٹا ہوا تھا۔اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ابھی آنکھیں کھول کر کوئی مزاحیہ فقرہ کسے گا۔

سر رحمان خاموشی سے ایک لمحے تک عمران کو دیکھتے رہے اور پھر انہوں نے منہ موڑ لیا۔ان کی آنکھوں سے دو آنسو ٹپک کر فرش پر گرے اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔سر سُلطان انہیں واپس جاتا دیکھتے رہے اور پھر انہوں نے بھی رومال نکال کر آنکھوں پر رکھ لیا۔ان کا دل غم سے پھٹا جا رہا تھا۔عمران کو اس حالت میں دیکھنے کا تو انہوں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔

"دوسرے زخمی کہاں ہیں؟"انہوں نے زند لمحوں تک خاموش رہنے کے بعد قریب کھڑے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ ساتھ والے ہال میں ہیں۔"ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"چلو میں انہیں بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔وہ بھی عمران سے کم قیمتی نہیں ہیں۔"سر سلطان نے کہا۔اور پھر وہ ڈاکٹر کے ہمراہ عمران کے کمرے سے نکل کر ساتھ والے کمرے میں داخل ہو گئے۔

یہاں سیکرٹ سروس کے ممبران بستروں پر زخمی پڑے تھے۔وہ بھی عمران کے ساتھ ہی زخمی ہوئے تھے مگر اب ان کی حالت خطرے سے باہر تھی۔

"انہیں خواب آور انجکشن لگائے گئے ہیں تا کہ یہ سکون میں رہیں۔"ڈاکٹر نے کہا۔

"ہوں۔ویسے ان کی حالت۔۔۔"سر سلطان نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ان کی حالت خطرے سے باہر ہے۔مگر یہ کم سے کم پندرہ بیس دن تک بستر سے نہیں اٹھ سکیں گے۔"ڈاکٹر نے سر سلطان کی بات سمجھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔بہر حال ڈاکٹر!میں ایک بار پھر کہہ دوں کہ عمران کا خیال رکھنا۔"سر سلطان نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ہم اپنا فرض اچھی طرح سمجھتے ہیں۔"ڈاکٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر سر سلطان واپس اُسی ہال میں آ گئے جہاں دیگر اعلیٰ حکام موجود تھے۔سر رحمان وہاں موجود نہ تھے۔

سر سلطان نے حکام کو صورتِ حال بتا کر انہیں جانے کے لیے کہا اور پھر ڈاکٹر کو عمران کی حفاظت کی ہدایت کرتے ہوئے وہ سب واپس چلے گئے۔

سر سلطان ہسپتال سے جا کر ایک لمحے کے لیے بھی اطمینان سے نہ بیٹھے۔وہ ٹیلی فون پر مسلسل بیٹھے رہے اور پھر جب انہیں اطلاع ملی کہ ڈاکٹر شوالا ایک سپیشل جہاز کے ذریعے اپنے ملک سے چل پڑے ہیں اور ایک گھنٹے کے اندر اندر ہسپتال پہنچ جائیں گے،تو انہوں نے اطمینان کی سانس لی اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر عمران کے متعلق ہی سوچنے لگے۔ان کا دل کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور کرم کرے گا اور عمران ٹھیک ہو جائے گا۔مگر ساتھ ہی انہیں ڈاکٹر کی بات یاد آ جاتی اور ان کا دل بیٹھ جاتا۔

ابھی وہ صوفے کی پشت پر سر رکھے عمران کے متعلق ہی سوچ رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔انہوں نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"غضب ہو گیا جناب۔"دوسری طرف سے ڈاکٹر کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی اور سر سلطان کے دماغ میں اندھیرا پھیلتا چلا گیا۔

"کک۔۔۔کک۔۔۔کیا ہوا؟"انہوں نے ڈوبتی ہوئی آواز میں بمشکل پوچھا۔

"عمران صاحب کمرے سے غائب ہیں۔ان کا بیڈ خالی پڑا ہے۔"ڈاکٹر نے بتایا اور سر سلطان کے ہاتھ سے رسیور چھوٹ کر نیچے گر پڑا۔ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔دماغ پر اندھیرے پھیلتے چلے گئے۔وہ تو اچھی طرح جانتے تھے کہ عمران کا اس حالت میں ہلنا بھی اس کی زندگی کے لیے خطرناک تھا۔اور اب تو وہ غائب تھا۔اب تو ایک فیصد چانس بھی باقی نہ رہا تھا جس کے سہارے سر سلطان اپنے دل کو تسلی دے رہے تھے۔

سر سلطان چند لمحے سکتے کے عالم میں بیٹھے رہے۔پھر ان کی گردن ڈھلک گئی اور شدید صدمہ کے باعث وہ بے ہوش ہو کر صوفے پر ہی گر گئے۔

ختم شد